انا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی

فتح باب نبوت پہ بے حد درود
ختم دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

فدایان ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

العاقب

لاہور

رجب المرجب
۱۴۳۳ھ

جون
2012ء

زیر سرپرستی

شیخ الحدیث حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی

معراج النبی ﷺ 27 رجب المرجب

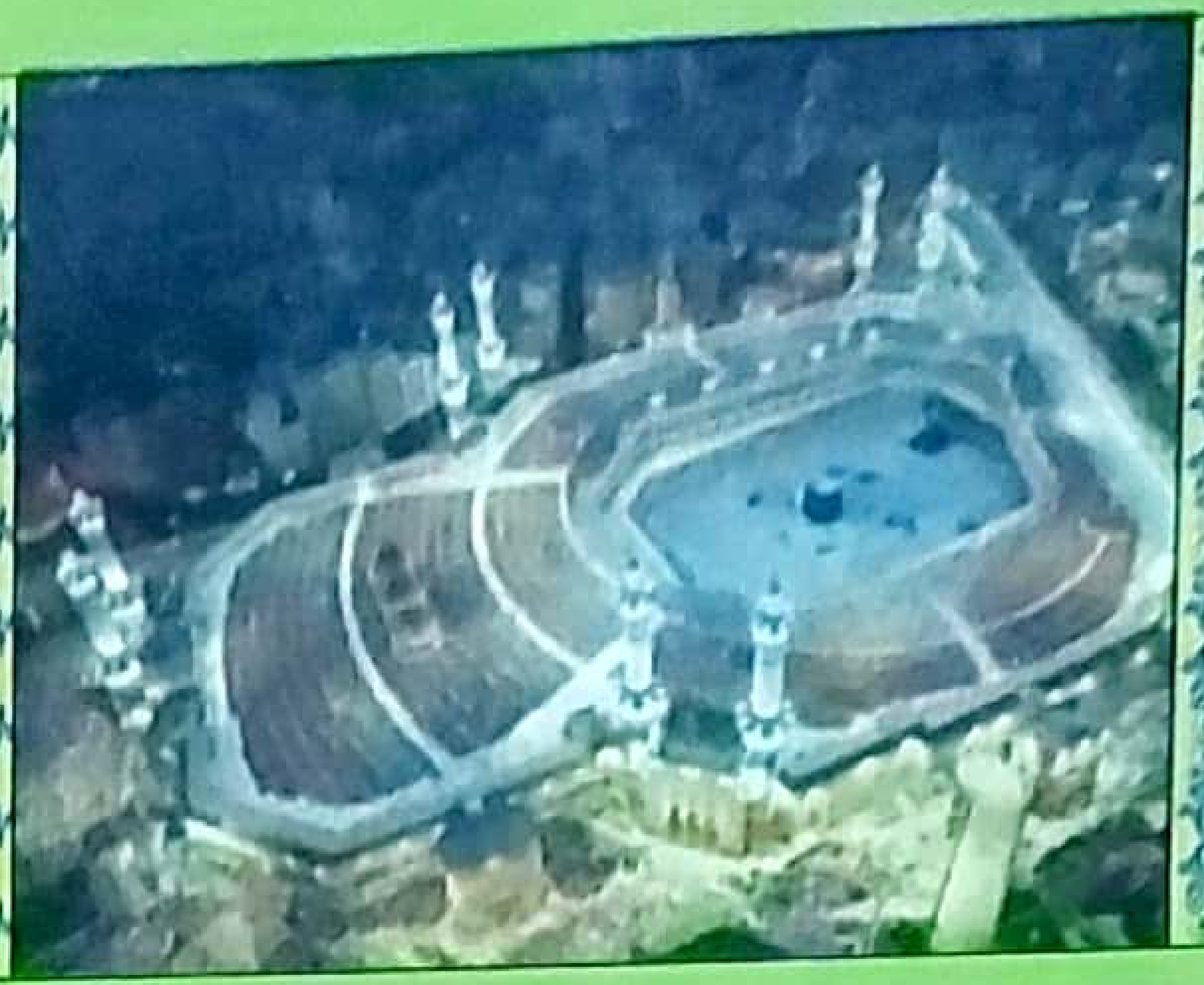

مسجد حرام۔ سفر معراج میں نبی کریم ﷺ پہلے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تشریف لے گئے اور پھر یہیں سے بقیہ سفر فرمایا

مسجد اقصیٰ۔ اس چار دیواری کے اندر موجود تمام جگہ مسجد اقصیٰ کہلاتی ہے

﴿۱﴾ مسجد اقصیٰ کی مرکزی عمارت جہاں شب معراج میں امام الانبیاء والرسل ﷺ نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت فرمائی

﴿۲﴾ مسجد اقصیٰ کے صحن میں واقع سنہری گنبد جو متبرک چٹان پر تعمیر کیا گیا ہے

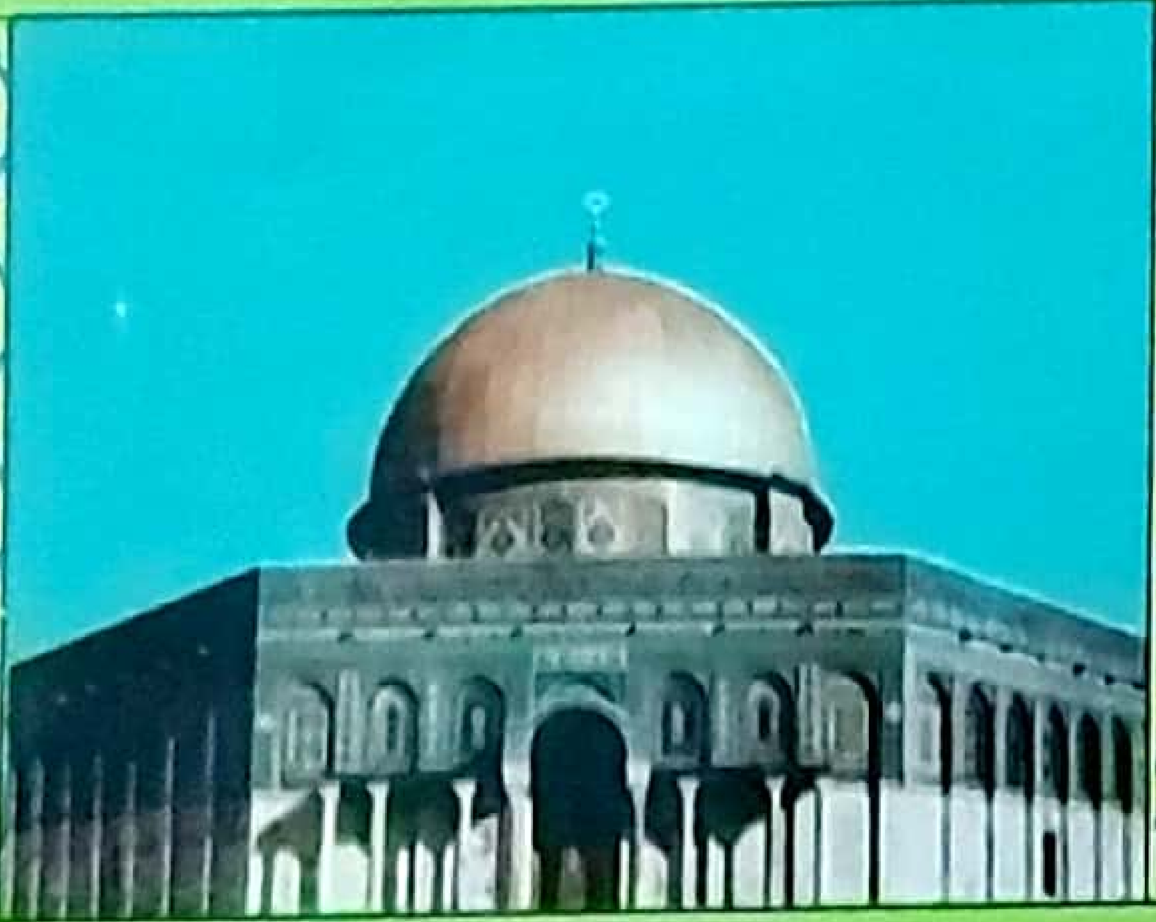

قبۃ الصخرہ کا دل گرفتہ منظر

وہ مبارک چٹان جہاں سے رسول اللہ ﷺ نے سفر معراج فرمایا۔ اسی چٹان کے اُوپر قبۃ الصخرہ تعمیر ہے

مسجد اقصیٰ کی مغربی دیوار۔ یہی وہ مبارک دیوار ہے جہاں پر حضور ﷺ نے معراج کی رات براق باندھا تھا۔ اب یہ جگہ ''دیوار گریہ'' کے نام سے معروف ہے

انا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی

فدایانِ ختمِ نبوت پاکستان کا ترجمان

ماہنامہ العاقب لاہور

جلد 5

شمارہ 6

نگران

شیخ الحدیث والتفسیر استاذ الاساتذہ

حضرت علامہ مولانا حافظ خادم حسین رضوی

مجلس منتظمہ

شیخ محمد اظہر رضوی

حافظ محمد سعد

حافظ محمد وزیر خان رضوی

محمد سجاد الرحمن

محمد وحید نور

مدیر

0321-4370406
0315-4211436

رجب المرجب ۱۴۳۳ھ

جون 2012

قیمت 30 روپے

سالانہ 425 روپے

mahnamaalaqib@yahoo.com
mahnamaalaqib@gmail.com
alaqibcomposer@yahoo.com

خط و کتابت

جامع مسجد رحمۃ للعالمین

مدینہ کالونی نزد گرینڈ بیٹری سٹاپ متصل شیل پٹرول پمپ چوک یتیم خانہ ملتان روڈ لاہور

Scanned with CamScanner

بیاد

خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق	خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروق	خلیفہ سوم سیدنا عثمان غنی
خلیفہ چہارم سیدنا علی المرتضی	مجاہد اسلام سیدنا طلحہ بن عبداللہ	حواری رسول سیدنا زبیر بن العوام
فاتح ایران سیدنا سعد بن ابی وقاص	مظہر دعائے رسول سیدنا عبدالرحمن بن عوف	امین امت سیدنا ابو عبیدہ بن الجراح
مجاہد اسلام سیدنا سعید بن زید	سید الشہداء سیدنا امیر حمزہ	شبیہ رسول سیدنا جعفر بن ابی طالب
خاتم المہاجرین من مکہ سیدنا عباس	ریحانۃ الرسول سیدنا امام حسن	سید الشہداء سیدنا امام حسین
شبیہ رسول سیدنا مصعب بن عمیر	میزبان رسول سیدنا ابو ایوب انصاری	محافظ ناموس رسالت سیدنا سعد بن معاذ
امام العلماء سیدنا معاذ بن جبل	مؤذن رسول سیدنا بلال حبشی	عاشق خیر الوری سیدنا سلمان فارسی
فدائے ختم نبوت سیدنا ابو دجانہ	رمز شناس رسول سیدنا ابوذر غفاری	سیف اللہ سیدنا خالد بن ولید
غسیل الملائکہ سیدنا حنظلہ	السیف الصارم سیدنا محمد بن مسلمہ	شہید جنگ یمامہ سیدنا قیس بن عبد
یکے از فاتح شام سیدنا ضرار بن ازور	دفین الملائکہ سیدنا عامر بن فہیرہ	شہید ختم نبوت سیدنا حبیب بن زید انصاری
شاعر دربار رسالت سیدنا حسان بن ثابت	غازی ختم نبوت سیدنا فیروز دیلمی	خادم النبی سیدنا انس بن مالک
پروانہ شمع رسالت سیدنا براء بن مالک	غازی غزوہ بدر سیدنا معاذ	غازی غزوہ بدر سیدنا معوذ
محافظ حنین سیدنا انس ابن ابی مرثد الغنوی	سرخیل اصحاب صفہ سیدنا ابوہریرہ	کاتب وحی سیدنا امیر معاویہ
غازی جنگ یمامہ سیدنا وحشی بن حرب	شہید جنگ یمامہ سیدنا زید بن خطاب	محبوب رسول سیدنا اسامہ بن زید
اسیر ختم نبوت سیدنا عبداللہ بن وہب اسلمی	دانائے راز رسول سیدنا حذیفہ بن یمان	رضوان اللہ علیہم اجمعین
سالار کاروان عشق حضرت اویس قرنی	خلیل امت سیدنا ابو مسلم خولانی	امیر المومنین حضرت عمر بن عبد العزیز
امام اعظم امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت	شمع ولایت امام مالک بن انس	ماہتاب امت امام محمد بن ادریس شافعی
جبل استقامت امام احمد بن حنبل	امیر المومنین فی الحدیث امام محمد بن اسماعیل بخاری	محدث دوراں امام مسلم بن حجاج
امام الاصفیاء شیخ علی ہجویری داتا گنج بخش	غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی	سرتاج اولیاء شیخ بہاؤ الدین نقشبندی
سرخیل اولیاء شیخ شہاب الدین سہروردی	سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری	حجۃ الاسلام امام محمد ابو حامد غزالی
امام ربانی شیخ احمد فاروقی سرہندی	امام محمد شرف الدین بوصیری	قطب علامہ سید محمد بن سلیمان جزولی
صاحب الشفاء قاضی ابو الفضل عیاض مالکی	قدوۃ السالکین حضرت مرزا مظہر جان جاناں	صاحب اسرار مولانا جلال الدین رومی
حضرت لعل عثمان مروندی شہباز قلندر	فدائے مصطفی امام یوسف بن اسماعیل نبہانی	سرمایہ اہل اسلام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
شیخ المشائخ پیر رضا شاہ قادری	قدوۃ السالکین حضرت بابا فرید الدین گنج شکر	مقبول بارگاہ الٰہی بابا بلھے شاہ

قطب زماں خواجہ سلیمان تونسوی	شیخ الاسلام علامہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی	ولی کامل سائیں توکل شاہ انبالوی
آبروئے ملت محمد بن قاسم	محافظ ناموس رسالت سلطان نور الدین زنگی	فاتح المقدس سلطان صلاح الدین ایوبی
فاتح اندلس طارق بن زیاد	عظیم فاتح موسیٰ بن نصیر	پیکر غیرت سلطان محمود غزنوی
ولی کامل سلطان شہاب الدین محمد غوری	محافظ ناموس رسالت یوسف بن تاشفین	سلطان شمس الدین التمش
سلطان عادل ظہیر الدین محمد بابر	کاتب قرآن سلطان محی الدین محمد اورنگزیب عالمگیر	عاشق وطن ابو الفتح فتح محمد ٹیپو سلطان
احمد شاہ ابدالی	قائد حریت امام شامل	امام المجاہدین حضرت علامہ محمد فضل حق خیر آبادی
مجاہد تحریک آزادی حضرت مولانا احمد اللہ شاہ مدراسی	مجاہد اعظم حضرت مولانا سید کفایت علی کافی	صاحب علم الصیغہ مفتی عنایت احمد کاکوروی
استاذ العلماء مفتی صدر الدین آزردہ	عارف کامل مولانا غلام دستگیر قصوری	مجدد دین و ملت حضرت مولانا امام احمد رضا خان بریلوی
محدث جلیل حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی	شیخ الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی	قاطع مرزائیت حضرت مولانا پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی
فاتح عیسائیت مولانا رحمت اللہ کیرانوی	زبدۃ الحکماء مولانا محمد عالم آسی امرتسری	امام الادب مولانا فیض الحسن سہارنپوری
ترجمان اسلام مولانا اصغر علی روحی	امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری	زبدۃ الاصفیاء حضرت خواجہ محمد سلطان عالم نقشبندی
شیخ الاسلام حضرت علامہ انوار اللہ خان چشتی	امام المحدثین سید دیدار علی شاہ	سیف بے نیام مولانا فضل احمد لدھیانوی
ضیاء الملت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی	شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری	سیف بے نیام مولانا غلام قادر بھیروی
صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی	سحبان الہند حضرت علامہ محمد حسن فیضی	فاتح قادیان مولانا نور الدین رمداسی
محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد سردار احمد قادری	صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی	حجۃ الاسلام مفتی مولانا محمد حامد رضا خان
سفیر اسلام مولانا شاہ عبد العلیم صدیقی	مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا پروفیسر محمد الیاس برنی	شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی
مجاہد اہلسنت مولانا فقیر محمد جہلمی	فاتح مرزائیت حضرت مولانا محمد کرم الدین دبیر	قائد تحریک ختم نبوت مولانا ابو الحسنات قادری
حافظ الحدیث مولانا پیر سید جلال الدین شاہ	مولانا سید فضل حسین حسرت موہانی	ماہتاب ولایت پیر سید صبغت اللہ شاہ راشدی
تاج الفحول مولانا شاہ عبد القادر بدایونی	شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد گھوٹوی	یکے از بانیان تحریک پاکستان پیر محمد امین الحسنات مانکی شریف
یکے از بانیان تحریک پاکستان پیر عبد الرحیم بھرچونڈی شریف	قائد تحریک پاکستان مولانا شاہ عبد الحامد قادری بدایونی	قائد اہلسنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی
غزالی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی	مجاہد ملت حضرت مولانا عبد الستار خان نیازی	شارح بخاری حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی
ملک المدرسین مولانا عطا محمد چشتی گولڑوی	مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی	پیکر جرأت و استقامت علامہ محمد رشید نقشبندی
غازی اسلام حضرت مولانا خلیل احمد قادری	مورخ اہلسنت مولانا عبد الحکیم خان اختر شاہجہانپوری	محسن اہلسنت مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری
مجاہد اہلسنت مولانا محمد اکرم رضوی شہید	مجاہد تحریک ختم نبوت مولانا صوفی ایاز خان نیازی	حکیم اہلسنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری
شاہین ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد امین قادری	شاعر مشرق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال	عاشق رسول حضرت غازی علم الدین شہید
محافظ ناموس رسالت غازی عبد الرشید شہید	سرمایہ اسلام غازی عبد القیوم شہید	عاشق رسول غازی محمد صدیق شہید
محافظ ناموس رسالت غازی مرید حسین شہید	سرمایہ ملت غازی عامر چیمہ شہید	رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

فہرست

5 — نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم — اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

6 — معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم — مولانا غلام رسول قاسمی قادری نقشبندی

16 — فتنوں کا سیلاب — علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

21 — عظمتِ ختم نبوت زندہ باد — سید عارف محمود مجور رضوی

23 — تحفظ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ایک اہم فریضہ — مولانا محمد تصدق حسین

30 — شہیدِ عشق — ابو الطاہر فدا حسین فدا رحمۃ اللہ علیہ

32 — قادیانیوں کے نام نہاد معجزات کی حقیقت — پروفیسر منور احمد ملک (سابق قادیانی)

42 — اندرونِ سندھ میں قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیاں

46 — قطعۂ تاریخ شہادت غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ — سید عارف محمود مجور رضوی

47 — کاتب وحی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ — باطرز قوم مولانا مفتی الحاج ابو داؤد محمد صادق قادری رضوی

58 — کیا حکمرانوں کی اصلاح اور تعزیر جرم ہے؟ عذاب الٰہی سے ڈرانے کے مجرم! — ابو اسامہ محمد احمد ترازی

63 — دار الافتاء — صدر الافاضل مولانا مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی

67 — کراچی میں عیسائیت کی یلغار اہل اسلام کے لیے لمحۂ فکریہ

74 — ایصالِ ثواب رجب المرجب — محمد اقبال قادری

76 — بزمِ اطفال — مفتی محمد خلیل خاں برکاتی رحمۃ اللہ علیہ

ادارے کا مضمون نگار کی رائے سے اتفاق ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

عرش کی عقل دنگ ہے چرخ میں آسمان ہے
جانِ مراد اب کدھر ہائے ترا مکان ہے

بزمِ ثنائے زلف میں میری عروسِ فکر کو
ساری بہارِ ہشت خلد چھوٹا سا عطر دان ہے

عرش پہ جا کے مرغِ عقل تھک کے گرا غش آ گیا
اور ابھی منزلوں پرے، پہلا ہی آستان ہے

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش میں طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگائیے تیری ہی داستان ہے

اک ترے رُخ کی روشنی چین ہے دو جہان کی
اِنس کا اُنس اُسی سے ہے جان کی وہی جان ہے

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

گود میں عالمِ شباب حالِ شباب کچھ نہ پوچھ
گلبنِ باغِ نور کی اور ہی کچھ اُٹھان ہے

تجھ سا سیاہ کار کون اُن سا شفیع ہے کہاں
پھر وہ تجھی کو بھول جائیں دل یہ ترا گمان ہے

پیشِ نظر وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بے قرار
روکیے سر کو روکیے ہاں یہی امتحان ہے

شانِ خدا نہ ساتھ دے اُن کے خرام کا وہ باز
سدرہ سے تا زمیں جسے نرم سی اِک اُڑان ہے

بارِ جلال اُٹھا لیا گرچہ کلیجہ شق ہوا
یوں تو یہ ماہِ سبز رنگ نظروں میں دھان پان ہے

خوف نہ رکھ رضا ذرا تُو، تو ہے عبدِ مصطفیٰ☆
تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

☆صلی اللہ علیہ وسلم

☆☆☆☆☆☆

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا غلام رسول قاسمی قادری نقشبندی

﴿سبحن الذی اسری بعبدہ لیلامن المسجد الحرام الی المسجد الا قصی الذی بار کنا حولہ لنریہ من ایتنا انہ ھو السمیع البصیر ﴾یعنی پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی۔ جس کے ماحول کو ہم نے بابرکت بنایا ہے تا کہ ہم اُسے اپنی نشانیاں دکھائیں۔ بیشک وہی سننے والا دیکھنے والا ہے۔ (بنی اسرائیل:1)

اس آیت میں ﴿سبحن الذی﴾ کا اہتمام جسمانی معراج کی دلیل ہے۔ ﴿عبد﴾ کا لفظ جسم اور رُوح کے مجموعے پر بولا جاتا ہے لہٰذا لفظ عبد بھی جسمانی معراج کی دلیل ہے کفار نے معراج کا انکار کیا تھا۔ ان کا یہ انکار اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ معراج جسمانی تھی وگرنہ روحانی معراج کے انکار کا کوئی تک نہیں۔

یہی قول حضرت سیدنا ابن عباس، حضرت جابر، حضرت انس، حضرت حذیفہ، حضرت عمر، حضرت ابو ہریرہ، حضرت مالک بن صعصعہ، حضرت ابی حبہ بدری، حضرت سیدنا ابن مسعود، ضحاک، سعید بن جبیر، قتادہ، ابن مسیب، ابن شہاب، ابن زید، حسن، ابراہیم، مسروق، مجاہد، عکرمہ، ابن جریج، طبری، احمد بن حنبل اور ان کے علاوہ بے شمار فقہاء، محدثین، متکلمین اور مفسرین کا ہے۔ رضی اللہ عنہم (الشفاء، جلد:1، صفحہ:114)

نبی کریم ﷺ کو معراج اعلانِ نبوت کے بارہویں سال ہوئی۔ قرآن پاک میں دو جگہ پر معراج شریف کا ذکر ہے۔ مذکورہ بالا آیت میں معراج شریف پر تشریف لے جانے کا ذکر ہے۔ جبکہ ستائیسویں پارے میں ﴿والنجم اذا ھوی﴾ (سورہ نجم، 1 تا 18) میں معراج کی تفصیلات اور واپسی کا ذکر ہے۔

اس کے علاوہ کتب حدیث میں معراج کے پورے باب موجود ہیں مثلاً بخاری، جلد:1، صفحہ:548 پر باب المعراج / مسلم، جلد:1، صفحہ:91 پر باب الاسراء / مشکوۃ، صفحہ:526 پر باب فی المعراج موجود ہے

تمام کتب سیرت میں بھی واقعہ معراج کی تفصیلات درج ہیں۔

معراج کے لفظی معنی سیڑھی کے ہیں اور اصطلاحاً محبوب کریم ﷺ کے حالت بیداری میں آسمانوں کی سیر کو جانے اور اللہ کریم سے براہِ راست ہم کلام ہونے اور دیدار سے مشرف ہونے کو معراج کہا جاتا ہے۔ جسمانی معراج نبی کریم ﷺ کا خاصہ ہے۔ آپ ﷺ سے پہلے کسی نبی کو جسمانی معراج نہیں ہوئی البتہ روحانی معراج ہوتی رہی ہے۔

حدیث شریف میں ہے ﴿یستبشر به اهل السماء﴾ یعنی آسمان والوں کو پہلے سے معراج النبی ﷺ کی خوشخبری سنا دی گئی تھی۔ (بخاری، جلد:2، صفحہ:1120) اور وہ اس انتظار میں تھے کہ کب جلوۂ محبوب دیکھنا نصیب ہو۔ (فتح الباری کمافی حاشیہ البخاری، صفحہ:1120)

کتب حدیث میں جو تفصیلات درج ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ حطیم یا کعبہ میں آرام فرما تھے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے آکر جگایا اور معراج کی خوشخبری سنائی۔ چاہِ زمزم پر لے جا کر نبی کریم ﷺ کے سینۂ اقدس کو چاک کیا گیا۔ قلب اطہر نکال کر زمزم سے غسل دیا گیا۔ اور واپس رکھنے کے بعد سینۂ اقدس کو سی دیا گیا۔ (یہ سب کچھ ﴿نورٌ علی نور﴾ کرنے کے لیے تھا۔ جیسے وضو کے اوپر وضو ﴿نورٌ علی نور﴾ ہے) پھر ایک سواری لائی گئی جو گدھے سے بڑی اور خچر سے چھوٹی تھی اس کا نام بُراق تھا۔

نبی کریم ﷺ بُراق پر سوار ہونے لگے تو اس نے شوخی دکھائی۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تم محمد ﷺ کے سامنے شوخی کرتے ہو؟ اللہ کی قسم آج تک کوئی اس جیسا اللہ کا مکرم و محترم پیغمبر تم پر سوار نہیں ہوا۔ یہ سن کر براق پسینے میں ڈوب گیا۔ (الوفا، صفحہ:224)

مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک پہنچے۔ راستے میں قدرت خداوندی کے کئی مناظر دیکھے۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر شریف میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ جب مسجد اقصیٰ پہنچے تو سواری کو باندھا۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام منتظر تھے۔ حضور علیہ السلام کی اقتداء میں سب نے نماز پڑھی۔ مختلف انبیاء علیہم السلام نے باری باری خطبہ دیا اور اپنے اپنے انداز سے اللہ کریم کی حمد و ثنا بیان فرمائی۔

Scanned with CamScanner

نبی کریم ﷺ نے اپنے خطبے میں فرمایا ﴿الحمد لله الذی ارسلنی رحمة للعلمین و کافة للناس بشیرا و نذیرا وانزل علی الفرقان فیه تبیان کل شیء وجعل امتی خیر امة اخرجت للناس وجعل امتی هم الاولین والاخرین و شرح لی صدری وو ضع عنی وزری ورفع لی ذکری وجعلنی فاتحا و خاتما ثم قال ابراهیم علیه الصلوة والسلام للانبیاء علیهم السلام بهذا فضلکم محمد﴾

یعنی سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور تمام انسانوں کے لیے خوشخبری سنانے والا اور ڈرسنانے والا بنا کر بھیجا۔ مجھ پر حق اور باطل میں تمیز کرنے والا قرآن نازل فرمایا جس میں ہر چیز کا بیان موجود ہے۔ میری امت کو بہترین امت بنایا جسے لوگوں کے لیے نکالا گیا ہے اور میری امت کو پہلا اور آخری بنایا ہے۔ میرے لیے میرا سینہ کھول دیا ہے اور مجھ پر سے میرا بوجھ اتار دیا ہے۔ میرے لیے میرا ذکر بلند فرمایا اور مجھے آغاز کرنیوالا اور اختتام کرنیوالا بنایا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انبیاء کرام علیہم السلام کو فرمایا انہی وجوہات کی بناء پر محمد ﷺ تم پر فضیلت لے گئے۔

(الشفاء جلد: 1 صفحہ: 109-110 تفسیر ابن کثیر جلد: 3 صفحہ: 29)

پھر آسمان کی طرف عروج فرمایا۔ ہر آسمان کے دروازے پر ایک دربان ہوتا تھا۔ وہ پوچھتا کہ کون ہے؟ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام فرماتے کہ میں جبریل ہوں۔ وہ پوچھتے ساتھ کون ہے؟ فرماتے محمد ﷺ۔ وہ پوچھتے کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ فرماتے ہاں۔ وہ مرحبا کہتے اور دروازہ کھول دیتے۔ ہر آسمان پر یہی ہوا۔

پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام، دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰ علیہ السلام و حضرت عیسیٰ علیہ السلام، تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام، چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام، پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام، چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ (یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ معراج سوچے سمجھے منصوبے پر اور باقاعدہ نظم وضبط کے ساتھ کرائی جا رہی تھی۔ اس میں میزبانانہ تکلف کو ملحوظ رکھا گیا اور نبی کریم ﷺ کے اعزاز وتکریم کی پابندی کرائی گئی)۔

پھر سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے۔ سدرہ ایک درخت کا نام ہے جس کے پتے ہاتھی کے کان کی طرح اور اس کے پھل مٹکوں کی طرح ہیں۔ وہاں چار نہریں تھیں۔ دو ظاہر' دو باطن۔ باطنی نہریں جنت کی تھیں اور دوسری دو نہریں نیل اور فرات کی تھیں۔

یہی سدرہ وہ مقام ہے جہاں تک بنی آدم علیہ السلام کے اعمال پہنچتے ہیں' جو احکام اوپر سے آتے ہیں یہیں سے وصول ہوتے ہیں اور جو اعمال نیچے سے آتے ہیں یہیں پر انتہاء پذیر ہوتے ہیں۔ یہی حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کا آخری مقام ہے۔ یہاں پر آپ ﷺ کو براق سے اتارا گیا اور اس سے آگے آپ ایک مخمل کے سبز تخت پر تشریف فرما ہوئے جس کا نام "رفرف" ہے۔

محبوب کریم ﷺ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام سے اپنی دل لگی کے لیے فرمایا کہ اس سے اوپر بھی میرے ساتھ چلیں۔ انہوں نے عرض کیا ﴿لا اقدر ولو خطوت خطوۃ لاحترقت﴾ یعنی مجھ میں اس سے آگے جانے کی ہمت نہیں ہے۔ اگر میں ایک قدم بھی آگے بڑھا تو جل جاؤں گا۔ (الیواقیت والجواہر' جلد:2' صفحہ:366)۔

پھر بیت المعمور کی طرف رفع ہوا۔ پھر تین پیالے پیش کیے گئے۔ ایک میں شراب' دوسرے میں دودھ اور تیسرے میں شہد تھا۔ حضور ﷺ نے دودھ کا پیالہ لے لیا۔ کہا گیا کہ یہی فطرت ہے جس پر آپ ﷺ اور آپ کی امت ہیں

اس کے بعد آپ ﷺ نے اللہ کریم کے دیدار کا شرف حاصل کرنے کی اجازت چاہی تو دل لگانے اور مانوس کرنے کے لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آواز میں یہ الفاظ سنائے گئے ﴿یا محمد قف ان ربک یصلی﴾ یعنی اے محمد ﷺ ٹھہر جایئے آپ کا رب درود بھیج رہا ہے۔ (الیواقیت والجواہر' جلد:2' صفحہ:367)

پھر اللہ کریم سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا عرش پر مستوی ہونا اس کی شان اور عظمت کو ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح اللہ کریم جل شانہ نے اپنے حبیب ﷺ کو عرش پر چڑھ جانے کا شرف

بخشا اور آپ ﷺ کی شان اور عظمت کا اظہار فرمایا۔ (الیواقیت والجواہر' جلد: 2' صفحہ: 370) ﴿مازاغ البصر وما طغی﴾ کی نوبت آئی یعنی نہ آنکھ ٹیڑھی ہوئی اور نہ ادب کی حد سے بڑھی۔

حبیب کریم ﷺ سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا آپ ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ فرمایا ﴿رأیت نورا﴾ یعنی میں نے اللہ کو دیکھا ہے وہ نور ہے۔ (مسلم / المستند' صفحہ: 63)

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس میں کون سی تعجب کی بات ہے کہ خلیل ہونا ابراہیم علیہ السلام کا حصہ ہو' کلام موسیٰ علیہ السلام کا حصہ ہوا اور اللہ کو دیکھنا محمد ﷺ کا حصہ ہوا۔ (مستدرکِ حاکم / المستند' صفحہ: 63)

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث پر مجھے اتنا اعتماد ہے کہ میں کہتا ہوں حضور ﷺ نے اللہ کو دیکھا ہے' دیکھا ہے' دیکھا ہے' دیکھا ہے۔ آپ مسلسل دیکھا ہے' دیکھا ہے کہتے رہے حتیٰ کہ آپ کی سانس ٹوٹ گئی۔ (الشفاء' جلد: 1' صفحہ 120 / المستند' صفحہ: 63)

﴿فاوحی الی عبدہ ما اوحی﴾ کے راز و نیاز ہوئے یعنی اللہ نے اپنے بندے سے باتیں کیں' وہ باتیں جو بھی تھیں۔ ﴿فعلم به ما لم یکن یعلمه قبل ذلک﴾ یعنی آپ ﷺ نے وہ سب کچھ جان لیا جو آپ ﷺ اس سے پہلے نہیں جانتے تھے۔ (الیواقیت والجواہر' جلد: 2' صفحہ: 367)

اللہ کریم جل شانہ نے اپنے حبیب کریم ﷺ سے پوچھا ﴿یا محمد بم اشرفک﴾ یعنی اے محمد ﷺ میں آپ کو کون سا شرف بخشوں۔ آپ ﷺ نے عرض کیا ﴿رب بان تنسبنی الی نفسک بالعبودیة﴾ یعنی اے میرے رب مجھے اپنا بندہ کہہ دے۔

اسی کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے ﴿سبحان الذی اسریٰ بعبدہ﴾ کے الفاظ نازل فرمائے۔ (تفسیر کبیر' جلد: 7' صفحہ: 292 / خازن' جلد: 3' صفحہ: 153) اس قدر انتہائی بلندیوں پر پہنچنے کے باوجود اپنے لیے عبد کا لفظ فرمانا حبیب کریم ﷺ کو تواضع کی انتہا ہے۔ اس میں امت کے لیے عاجزی کا سبق موجود ہے اور نبی کریم ﷺ کو معبود نہ سمجھنے کی تعلیم موجود ہے۔ (قرطبی' جلد: 10' صفحہ: 181)

قرآن مجید معراج شریف کی تفصیلات کی یوں منظر کشی فرماتا ہے"نبی کریم ﷺ کو تعلیم دینے والا خود اللہ ہے جو شدید قوتوں والا ہے۔اس زبردست ذات نے اپنے حبیب کی خاطر اہتمام کیا۔محمد کریم ﷺ دائرۂ امکان کی بلندترین چوٹی پر تھے۔اللہ ان سے قریب اور مزید قریب ہوا۔حتیٰ کہ محمد ﷺ اپنے رب سے دو کمان یا اس سے بھی کم فاصلے پر آگئے۔یہاں رب نے اپنے پیارے بندے سے راز و نیاز کی باتیں کیں۔جو کچھ آنکھ نے دیکھا' دل نے اس کی تصدیق کی۔

اے لوگو! میرا محبوب تو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آیا ہے اور تم ہو کہ محض وہم و گمان اور اندازوں کی بنا پر اس سے جھگڑتے ہو؟ ایک مرتبہ تو کجا اس نے تو وہ نظارہ دوسری مرتبہ بھی دیکھا ہے اور ضرور دیکھا ہے۔سدرۃ المنتہیٰ کے قریب دیکھا ہے اور ادھر ہی جنت الماویٰ بھی موجود ہے۔صورتِ حال یہ تھی کہ سدرہ کو انوارات و تجلیات نے ڈھانپ لیا تھا مگر یہ محمد ﷺ کی نگاہوں کی ہمت ہے کہ اس طرح ڈٹ کر دیکھا کہ آنکھ بھی نہیں جھپکی اور ڈٹ کر دیکھنے کے باوجود آنکھ بے ادب بھی نہیں ہوئی۔اس کے علاوہ انہوں نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں"۔(تفسیری ترجمہ' سورۃ النجم' آیت:5 تا 18)

اسی دوران پچاس نمازیں فرض ہوئیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے توسط سے پانچ تک کم ہو گئیں۔

آسمانوں کی سیر ہوئی۔حکومتِ سماوی کا مشاہدہ ہوا۔جنت اور دوزخ کے مناظر دیکھنے میں آئے۔نبی کریم ﷺ جنت کے اندر بھی تشریف لے گئے۔سفرِ معراج سے واپسی پر آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ کون سا بہترین عمل کرتے ہیں جس کی برکت سے اللہ کریم نے آپ کو یہ مقام بخشا ہے کہ میں نے جنت میں اپنے آگے آگے آپ کے جوتوں کی آواز سنی ہے ﴿فانی سمعت دف نعلیک بین یدی فی الجنة﴾ انہوں نے عرض کیا میں جب بھی تازہ وضو کرتا ہوں تو دو رکعت نماز نفل پڑھتا ہوں۔(بخاری / مسلم / مشکوٰۃ' صفحہ:148)

پھر اس طویل سفر کا اختتام ہوا۔آپ ﷺ اسی براق پر صبح کی روشنی سے پہلے پہلے واپس مکہ شریف میں تشریف لے آئے۔(تفسیر ابن کثیر' جلد:3' صفحہ:26) مگر زمین پر ابھی تک وہی رات طاری تھی۔

نبی کریم ﷺ جب اسمائے الٰہیہ کے حضور سے گزرے تھے تو انہی اسماء کے اوصاف سے متصف ہو گئے۔اسم رحیم سے گزرے تو رحیم ہو گئے' اسم غفور سے گزرے تو غفور ہو گئے' اسم کریم سے گزرے تو کریم ہو گئے' اسم حلیم سے گزرے تو حلیم ہو گئے' اسم شکور سے گزرے تو شکور ہو گئے حتیٰ کہ جب معراج سے واپس تشریف لائے تو کمال کی انتہاء تک پہنچ چکے تھے۔(الیواقیت والجواہر' جلد:2' صفحہ:368)

حبیب کریم ﷺ نے جب یہ واقعہ بیان فرمایا تو قریش نے اس کا انکار کیا اور ثبوت کے طور پر بیت المقدس کی اشیاء اور ان کی نشانیاں پوچھنے لگے۔اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو آپ ﷺ کے سامنے کردیا۔کفار ایک ایک نشانی کے بارے میں پوچھتے جارہے تھے اور آپ ﷺ بیت المقدس کو دیکھ دیکھ کر جواب دیے جارہے تھے۔(بخاری/مسلم/مشکوٰۃ' صفحہ:530)

اس کے بعد کفار نے کہا کہ اچھا اب کوئی راستے کا واقعہ سنائیں۔آپ ﷺ نے فرمایا راستے میں روحا کے مقام پر مجھے ایک تجارتی قافلہ ملا جن کی اونٹنی گم ہو گئی تھی۔وہ اس اونٹنی کی تلاش میں گئے ہوئے تھے۔ان کی غیر موجودگی میں پانی کا ایک پیالہ بھرا رکھا تھا جسے میں نے پی لیا۔جب ان کی اونٹنی انہیں مل گئی تو واپس اپنے ٹھکانے پر آگئے۔جب وہ مکہ پہنچیں تو ان سے یہ ساری باتیں پوچھ لینا اور ان سے پوچھنا کہ جس پیالے کو تم بھرا ہوا چھوڑ کر گئے تھے واپسی پر وہ خالی تھا کہ نہیں؟(طبرانی/بغوی' جلد:3' صفحہ:96/زرقانی' جلد:6' صفحہ:126)

نبی کریم ﷺ نے ایک اور قافلے کے بارے میں بتایا کہ وہ قافلہ بنی فلاں کا ہے۔ایک خاکی رنگ کا اونٹ سب سے آگے ہوگا جس پر دو بورے لدے ہوئے ہوں گے اور وہ صبح کے وقت مکہ پہنچ جائے گا۔صبح تک لوگ منتظر رہے۔ایک شخص نے کہا وہ سورج نکل آیا' دوسرے نے فوراً کہا وہ قافلہ آن پہنچا۔ولید بن مغیرہ نے یہ سب کچھ دیکھ کر کہا کہ یہ جادو ہے۔(بغوی' جلد:3' صفحہ:97/زرقانی' جلد:6' صفحہ:126)

رسول اللہ ﷺ نے ایک نشانی یہ بھی بتلائی کہ فلاں تجارتی قافلہ جو شام سے آرہا ہے' بدھ کے دن سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے پہنچ جائے گا۔جب بدھ کا دن ہوا تو سورج غروب ہونے لگا مگر قافلہ ابھی تک

Scanned with CamScanner

③ بُراق کا لفظ بَرق سے بنا ہے۔ برق کا معنی بجلی ہے اور بجلی کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ ہے۔ (یعنی تیس کروڑ میٹر فی سیکنڈ) اتنی تیز رفتاری سے گزرتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ بھی لینا، پہچان بھی لینا اور یہ بھی جان لینا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں، نبی کریم ﷺ کے روحانی کمالات کا آئینہ دار ہے۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مسجد اقصیٰ میں حضور ﷺ سے پہلے موجود ہونا اور آسمان پر بھی تمام انبیاء کا حضور ﷺ سے پہلے پہنچ کر استقبال کرنا روح کی محیر العقول رفتار کی دلیل ہے۔

سرکارِ دوعالم ﷺ کا فضا میں پرواز کر جانا اور سات آسمانوں کو چیرتے ہوئے عرش عظیم تک پہنچ جانا آپ ﷺ کی عظمت کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ اسلام ایک سائنٹفک مذہب ہے۔

فلسفہ قدیم اجرامِ فلکیہ کو کراس کرنا محال سمجھتا ہے اور فلسفہ قدیم و جدید دونوں زمین کے گرد کرۂ زمہریریا کرۂ ناری کو کراس کرنا ناممکن سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ محبوب کریم ﷺ کی جسمانی معراج کو ناممکن سمجھتے رہے مگر دورِ جدید کی سائنس کی تائید اور اگر انسان واقعی چاند تک پہنچ چکا ہے تو یہ فلسفہ قدیم و جدید کے باطل ہونے کا سائنسی ثبوت ہے۔

قصیدۂ بردہ میں ہے۔

وانت تخترق السبع الطباق بهم

فی موکب کنت فیه صاحب العلم

ترجمہ: نبی کریم ﷺ آسمان کے ساتوں طبقات میں شگاف کرتے چلے گئے جیسے آقا کریم ﷺ کسی لشکر کی قیادت فرما رہے ہوں اور جھنڈا آپ ﷺ کے ہاتھ میں ہو۔

④ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نمازیں معاف کرانا۔ اہل قبور سے مدد لینے کے جواز کی دلیل ہے۔

⑤ نعلین سمیت اور لباس سمیت عرش پر چلے جانا اس بات کی دلیل ہے کہ جو چیز حضور ﷺ کے جسم مبارک سے نسبت اور مس حاصل کرلے وہ دنیا کی تمام اشیاء سے افضل و مشرف ہے۔ اس پر امت کا اجماع

نہیں پہنچا تھا۔آپ ﷺ نے دعا فرمائی تو اللہ کریم نے سورج کو روک دیا حتیٰ کہ آپ کے فرمان کے مطابق غروب آفتاب سے پہلے پہلے قافلہ پہنچ گیا۔(بیہقی/ زرقانی، جلد:6، صفحہ:126)

بعض کفار نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تمہارا دوست کہتا ہے کہ میں راتوں رات بیت المقدس سے ہو کر آیا ہوں۔آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا واقعی میرے محبوب کریم نے یہ بات کہی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔فرمایا اگر میرے محبوب کریم نے ایسا کہا ہے تو سچ کہا ہے۔انہوں نے کہا کیا تم اس بات کی تصدیق کرتے ہو کہ وہ راتوں رات بیت المقدس گیا اور صبح سے پہلے پہلے واپس بھی آ گیا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں۔میں اس سے بھی بڑی بڑی باتوں کی تصدیق کرتا ہوں۔اس کے بعد ابوبکر کا لقب صدیق پڑ گیا۔
(مستدرکِ حاکم، جلد:3، صفحہ:292/ المستند، صفحہ:25)

اللہ کریم جل شانہ نے کفار کے اعتراضات کا رد اِن الفاظ سے فرمایا ہے کہ ﴿والنجم اذا ھویٰ ماضل صاحبکم وما غویٰ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یو حیٰ﴾ یعنی قسم ہے روشن ستارے (وجودِ محمدی) کی جب وہ معراج کے بعد زمین پر اترے۔تمہارے آقا نہ گمراہ ہوئے اور نہ بے راہ چلے اور وہ اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے، جو کچھ فرماتے ہیں وہ وحی ہے جو اللہ کی طرف سے کی جاتی ہے۔

(النجم:1 تا 4)

واقعہ معراج اختصار سے آپ نے پڑھا۔اسے کتب احادیث سے اخذ کیا گیا ہے۔اس کا زیادہ تر حصہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے لیا گیا ہے جو مشکوٰۃ صفحہ 527-528 پر بھی درج ہے۔

نکات:

❶ اتنے طویل سفر کے ایک ہی رات میں طے ہو جانے کی دلیل یہ ہے کہ حضور ﷺ کائنات کی رُوح ہیں۔جب روح نکل گئی تو وقت بے جان ہو گیا۔مرورِ زمانہ تھم گیا اور جب روح واپس آئی تو قصہ زیست پھر سے بحال ہو گیا۔

❷ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھنا حیات انبیاء کرام علیہم السلام کی دلیل ہے۔

فتنوں کا سیلاب

عبد المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

﴿عن ابی سعید ن الخدری انه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یوشک ان یکون خیر مال المسلم غنم یتبع بها شعف الجبال ومواقع القطر یفر بدینه من الفتن﴾

(بخاری باب من الدین الفرر من الفتن' ج:1' ص:7)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ عنقریب وہ زمانہ آئے گا کہ مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں گی جن کے پیچھے پیچھے وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش کے مقامات پر بھاگتا ہوا چلا جائے گا تا کہ وہ اپنے دین کو فتنوں سے بچالے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ:

اس حدیث کے راوی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ان کا نام سعد بن مالک ہے اور یہ انصار کے قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے ہیں۔ان کے مورث اعلیٰ کا نام "خدرہ" تھا اس لیے "خدری" کہلاتے ہیں۔ 74ھ میں چوراسی برس کی عمر پا کر انتقال فرمایا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔(اکمال)

13 غزوات میں حضور ﷺ کے ساتھ شریک جہاد رہے۔ 170 حدیثیں آپ سے مروی ہیں اور بخاری شریف میں 62 حدیثیں آپ کی روایت کی ہوئی مذکور ہیں۔(فیوض الباری' ج:1' ص:164)

مگر علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ بخاری شریف میں آپ کی روایت سے 66 احادیث ہیں۔

(ارشاد الساری' ج:1' ص:227)

توضیح الفاظ:

اس حدیث کے چند الفاظ کی توضیح حسب ذیل ہے۔

ہے کہ آج جو جگہ نبی کریم ﷺ کے جسم اطہر سے چھو رہی ہے وہ عرش عظیم سے بھی افضل ہے۔

تنبیہہ:

﴿ثم دنا فتدلی﴾ اور ﴿فاوحی الی عبدہ﴾ کی تفسیر بخاری شریف اور مسلم شریف میں اس طرح بیان ہوئی ہے کہ ﴿ودنا الجبار رب العزۃ فتدلی حتی کان منہ قاب قوسین او ادنی فاوحی اللہ الیہ﴾ یعنی اللہ رب العزت اپنے حبیب ﷺ کے قریب ہوا اور مزید قریب ہوا یہاں تک کہ رب العزت حضور ﷺ سے دو کمان یا اس سے بھی زیادہ قریب ہو گیا' پھر اللہ نے اس کی طرف وحی فرمائی۔

(بخاری' جلد:2' صفحہ:1120)

نیز ﴿فاوحی﴾ کی ضمیر مستتر اگر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کی طرف لوٹائی جائے اور ﴿عبدہ﴾ کی ضمیر اللہ کریم کی طرف لوٹائی جائے تو اس سے ضمائر کا انتشار لازم آتا ہے جو کسی کلام میں شدید نقص کا باعث ہے۔ معلوم ہوا کہ مرجع ضمائر ایک ہی ذاتِ خداوندی ہے۔

ثانیاً ﴿ما زاغ البصر وما طغی﴾ میں دید و مشاہدہ کو اتنے اہتمام سے بیان فرمانا محض سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام کے شایانِ شان نہیں۔ یہ تجلیاتِ ذاتِ الٰہیہ ہی کی شان ہو سکتی ہے جن کا مشاہدہ نبی کریم ﷺ فرمائیں اور قرآن اس کی منظر کشی کرے۔

ثالثاً ﴿ما طغی﴾ کے معنی ہیں "حد سے نہ بڑھی"۔ جبرائیل امین علیہ السلام تو خود درِ مصطفی ﷺ پر بصد ادب و احترام حاضری دیا کرتے تھے۔ چشم مصطفی ﷺ پر ادبِ جبرائیل لازم ہی نہیں۔ پھر حد سے بڑھنا یا نہ بڑھنا کیسا؟ یقیناً یہ اللہ پاک کی ذات والاصفات کا مشاہدہ ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے ادب کو ملحوظ رکھا۔

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں
دِل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں
رخصتِ قافلہ کا شور غش سے ہمیں اُٹھائے کیوں
سوتے ہیں اُن کے سایہ میں کوئی ہمیں جگائے کیوں

﴿غنم﴾ بکری کو کہتے ہیں۔اسم مونث ہے۔نر و مادہ دونوں کے لیے یہ لفظ بولا جاتا ہے۔

﴿شعف﴾ پہاڑ کی چوٹی کو کہتے ہیں۔اس کی جمع ''شعاف'' ہے۔

﴿فتن﴾ فتنہ کی جمع ہے۔اس کے مندرجہ ذیل معانی آتے ہیں۔آزمائش' گمراہی' شرک' رسوائی' رنج' دیوانگی' عبرت' عذاب' مرض' مال واولاد' اختلاف' جنگ وجدال۔(المنجد وغیرہ)

مگر اس حدیث میں اور عام طور پر ''کتاب الفتن'' کی حدیثوں میں فتنہ سے مراد ''اختلافِ اُمت'' اور وہ فسادات ہیں جو دین میں خرابی پڑ جانے کا باعث ہیں۔(نووی وغیرہ)

شرح حدیث:

حضور ﷺ اس حدیث میں غیب کی خبر دے رہے ہیں کہ میرے بعد عنقریب میری اُمت میں بہت سے فتنے پیدا ہو جائیں گے۔اس وقت مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں گی کہ مسلمان ان کو اپنے ساتھ لے کر اپنے دین کو فتنوں سے بچانے کے لیے پہاڑوں کی چوٹیوں پر جا کر گوشہ نشین ہو جائے گا۔بکریوں کا دودھ پیتا رہے گا اور خدا کی عبادت کرتا رہے گا۔

اس زمانے میں روپیہ پیسہ مومن کا بہترین مال نہیں رہے گا کیونکہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر روپیہ پیسہ کچھ کام نہیں آئے گا اور شہروں کا جہاں روپیوں اور پیسوں سے کام چلتا ہے اس قدر فتنے ہوں گے کہ ایک مومن کے لیے آبادیوں میں اپنے دین کو فتنوں سے بچانا بہت دشوار ہو جائے گا۔

اس حدیث میں خاص طور پر پہاڑوں کی چوٹیوں پر مومن کے جانے کا ذکر اس لیے فرمایا کہ ایسے مقامات عموماً فتنہ وفساد سے محفوظ رہتے ہیں۔

مویشیوں میں سے خصوصیت کے ساتھ بکریوں کا تذکرہ اس لیے فرمایا کہ اونٹوں' گایوں' بھینسوں کی بہ نسبت بکریوں کو لے کر پہاڑیوں کی چوٹیوں پر جانا اور وہاں ان کی نگہداشت بہت آسان ہے کیونکہ بکری بہت ہی مسکین صفت جانور ہے۔اس میں بدک کر بھاگنے اور سرکشی وایذا رسانی کی صفت نہیں ہے۔اس کا دودھ بھی بے ضرر ہے اور یہ بہت ہی بابرکت جانور ہے۔

Scanned with CamScanner

خدا کے ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں اس لیے بکریوں کو چرانا سنت بھی ہے۔ وگرنہ فتنوں سے بچنے کے لئے گوشہ نشینی کے واسطے بکری ہی لے کر جانا ضروری نہیں ہے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی روایت میں آیا ہے کہ ''جس کے پاس اونٹ ہوں وہ اپنے اونٹوں کے پاس چراگاہ میں چلا جائے۔ جس کے پاس بکریاں ہوں وہ اپنی بکریوں کے ریوڑ میں چلا جائے اور جس کے پاس زمین ہو وہ اپنی زمین پر چلائے جائے''۔ (مسلم شریف 'کتاب الفتن' ج : 2' ص : 389)

فوائد و مسائل:

حضور ﷺ نے اس کے علاوہ دوسری سینکڑوں حدیثوں میں اپنی اُمت کو ان فتنوں سے آگاہ فرمایا ہے جو زمانۂ نبوت ﷺ کے بعد وقوع پذیر ہونے والے ہیں نیز ان فتنوں سے پناہ مانگنے اور ان سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے چنانچہ سینکڑوں حدیثوں میں سے صرف دو حدیثیں پیش کرتا ہوں۔

❶ عنقریب کچھ ایسے فتنے رُونما ہوں گے کہ ان فتنوں کے وقت میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا اور جو فتنوں کا سامنا کرے گا فتنے اس پر غالب آجائیں گے لہٰذا جو شخص کوئی ٹھکانہ یا جائے پناہ پالے تو اس کو چاہیے کہ وہ وہاں جا کر فتنوں سے بچ جائے۔ (بخاری ج:2' ص:104)

❷ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان فتنوں کے آنے سے پہلے ہی جلدی جلدی اعمالِ صالحہ کرلو۔ جو فتنے اندھیری رات کو ٹکڑوں کے مثل ہوں گے۔ ان فتنوں میں آدمی صبح کو مومن اور شام تک کافر ہو جائے گا اور شام کو مومن رہے گا اور صبح تک کافر ہو جائے گا۔ دنیا کے حقیر سامانوں کے بدلے اپنا دین بیچ ڈالے گا۔ (مسلم / مشکوٰۃ' کتاب الفتن)

غرض فتنوں کے بارے میں اس قسم کی بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں۔

حضور ﷺ نے فتنوں کے دور میں ایمان کی حفاظت کے لیے اس حدیث میں ایک تدبیر بتائی ہے کہ جب اس قسم کے فتنے نمودار ہوں کہ بستیوں اور آبادیوں میں دین کے خراب ہونے کا اندیشہ پیدا ہو جائے تو

مومن کو چاہیے کہ گوشہ نشینی اختیار کر لے تاکہ فتنوں سے محفوظ رہے۔

گوشہ نشینی:

اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ فتنوں کے دور میں مومن کے لیے گوشہ نشینی بہتر ہے یا آبادیوں میں رہ کر فتنوں کا مقابلہ کرنا بہتر ہے؟ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فتنوں کے وقت میں گوشہ نشینی نہیں کرنی چاہیے کیونکہ ایسا کرنے میں تعلیم و تعلم کا دروازہ بند ہو جائے گا اور آدمی جمعہ و جماعت کی فضیلتوں سے محروم ہو جائے گا۔

دوسرے علماء کا قول ہے کہ فتنوں کے دور میں گوشہ نشینی ہی بہتر ہے تاکہ آدمی فتنوں سے محفوظ رہے مگر حق یہ ہے کہ اس مسئلہ کا دارومدار اُحوال و ماحول اور فتنوں کی نوعیت پر ہے۔ اگر فتنے اس قدر شدید ہیں کہ یہ نہ اُن کو دفع کر سکتا ہے نہ ان کا مقابلہ کر سکتا ہے بلکہ شدید خطرہ ہے کہ یہ خود فتنوں کے طوفان میں اپنا دین کھو بیٹھے گا تو ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں اس شخص کے لیے گوشہ نشینی ہی بہتر ہے۔

اگر یہ شخص فتنوں کا مقابلہ کر کے فتنوں کو ختم کر سکتا ہے یا خود فتنوں سے بچ کر اُمتِ رسول ﷺ کو بھی بچا سکتا ہے تو ظاہر ہے کہ اس شخص کے لیے گوشہ نشینی ہرگز ہرگز جائز نہیں ہو سکتی بلکہ اس شخص پر واجب ہے کہ شہروں اور قصبوں میں رہ کر فتنوں کا مقابلہ کرے اور ان فتنوں کو دفع کرنے کی سعی بلیغ کرتا رہے۔

اس حدیث میں بکریوں کو ساتھ لے کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے جانے کا جو ذکر ہے وہ اسی صورت میں ہے جب کہ مومن کو فتنوں کی مدافعت کی طاقت نہ ہو بلکہ خود فتنوں میں مبتلا ہونے کا یقین یا ظن غالب ہو چکا ہو۔

چنانچہ اس سلسلہ میں ترمذی اور ابن ماجہ کی ایک حدیث ہے جو اس مضمون پر شاہد و عادل ہے۔

حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے اس آیت کے بارے میں سوال کیا کہ ﴿**علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اهتدیتم**﴾ (مائدہ:105)

تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اس آیت کے بارے میں حضور ﷺ سے سوال کیا تھا تو حضور ﷺ

نے فرمایا کہ تم لوگ ہمیشہ نیکی کا حکم دیتے رہو اور بدی سے منع کرتے رہو۔ یہاں تک کہ جب تم یہ دیکھو کہ ہر شخص بخل کا پیروکار بن گیا اور سب لوگ دنیا کو دین پر ترجیح دینے لگے اور ہر شخص اپنی ہی رائے کو سب سے بہتر سمجھنے لگا اور تم ایسے فتنوں کو دیکھو کہ ان سے بچنا دشوار ہو جائے تو پھر تم لوگ اپنی ہی ذات کو لازم پکڑ لو اور عوام کے معاملہ کو بالکل چھوڑ دو (یعنی گوشہ نشین ہو جاؤ) کیونکہ تمہارے بعد صبر کے دن آرہے ہیں۔ جو ان دنوں میں صبر کرے گا گویا ہاتھ میں آگ کا انگارہ لے گا۔ ان دنوں میں جو نیک اعمال کرے گا اس کو پچاس آدمیوں کے اعمالِ صالحہ کرنے کا ثواب ملے گا۔

صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ان لوگوں میں سے پچاس آدمیوں کے اعمال صالحہ کا اجر اس کو ملے گا یا ہم صحابہ کے پچاس آدمیوں کے اعمالِ صالحہ کا ثواب اس کو ملے گا؟ تو ارشاد فرمایا کہ تم (صحابہ) میں سے پچاس آدمیوں کے اعمالِ صالحہ کا ثواب اس کو ملے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (مشکوٰۃ باب الامر بالمعروف)

حسد، بدگمانی اور شگونِ بد سے بچنے کا نبوی فارمولہ

طبرانی میں ہے کہ تین خصلتیں اُمت پہ رہ جائیں گی۔

① حسد کرنا ② بدگمانی کرنا ③ شگون لینا۔

ایک شخص نے پوچھا: "حضور ﷺ! پھر ان کا تدارک کیا ہے؟" فرمایا: "جب حسد کرے تو استغفار کر لے ...... جب گمان پیدا ہو تو اسے چھوڑ دے اور یقین نہ کر.... اور جب شگون لے خواہ نیک نکلے خواہ بد اپنے کام سے نہ رُک، اسے پورا کر۔

﴿ابن کثیر، سورۂ حجرات، آیت: 12﴾

عظمتِ ختمِ نبوت زندہ باد

سید عارف محمود مہجور رضوی

حفظِ ناموسِ مقامِ مصطفیٰ☆
باعثِ آبادیٔ اعمال ہے

خاتمِ دورِ رسالت☆ بالیقیں
رب کا پیارا ' آمنہ کا لال☆ ہے

شک ذرا اس میں نہیں کرنا روا
سوچ یہ ' ایماں کرے کنگال ہے

منکرِ ختمِ نبوت جو بھی ہو
واقعی بد بخت ہے ' بد حال ہے

قادیانی پر ہوں رب کی لعنتیں
سر تا پا کذاب یہ دجّال ہے

یہ معاذ اللہ کہے خود کو نبی
کفریہ ہر ایک اس کی چال ہے

کاشتہ پودا ہے یہ طاغوت کا
انگلشی سرکار کا دلّال ہے

راندۂ دارین مرزا ہو گیا
موت پائی اس نے حسبِ حال ہے

رد و تردیدِ غلامِ قادیاں
سُنّیوں کے شاملِ احوال ہے

خوب یہ محبوب اُن کا مشغلہ

دشمنانِ دین کا ابطال ہے
کام ہے احقاقِ حق سے اُن کو بس
کیا مثالی ان کا استقلال ہے
جب بھی آیا وقت تو اسلاف نے
حل کیا جرأت سے ہر اشکال ہے
زندہ و روشن ہے ان کا ہر عمل
فاتحانہ ان کی چال اور ڈھال ہے
ولولہ ان کا رہا باطل شکن
عالمانہ ان کا استدلال ہے
آج بھی اس سابقہ معمول میں
ہو رہی سرکوبیِ اضلال ہے
حرمتِ سرکار☆ کی تقدیس کی
ہر کوئی سُنّی سراپا ڈھال ہے
تاج و تختِ خاتمیت پر فدا
اہلِ سنت کی تمامی آل ہے
عظمتِ ختمِ نبوت کے لئے
جان لٹا دینی بے قیل و قال ہے
صرف نعرے ہی فقط کافی نہیں
پیش کرنی دولتِ اعمال ہے
لاج رکھنی ہے نبی☆ کے نام کی
سازشوں کا توڑنا ہر جال ہے
باندھ کر سر پہ کفن ، مجبور آج
کفر کو کرنا ہمیں پامال ہے

☆صلی اللہ علیہ وسلم

تحفظ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ایک اہم فریضہ

مولانا حسین محمد تصدق حسین نقشبندی

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو تخلیق فرما کر اس کے نظام کو باحسن مترتب فرمایا۔ اگر آپ بنظرِ غائر توجہ فرمائیں تو نظامِ کائنات میں کچھ چیزیں آپس میں لازم وملزوم ہیں۔ سورج کی حدت وحرارت اور روشنی ختم ہو جائے تو وہ بے وقعت ہو کر رہ جائے، چاند کی کرنیں معدوم ہو جائیں تو چاند کا وجود بے مقصد سا لگنے لگے، پھولوں میں مہک نہ ہو تو گلشن وگلستان بے قیمت ہو کر رہ جائیں، درختوں سے پھل پھول اور پتے اُتار دیے جائیں تو ان کا سارا حسن ختم ہو جائے، سمندر کے دامن میں پانی نہ ہو تو وہ صحرا کا منظر پیش کرنے لگے۔ ایسے ہی وہ شخص جو اسلام کا دعویدار ہو، خود کو مومن بھی کہے لیکن اس کا قلب وذہن محبت رسول سے تہی دامن ہو تو اس کا دعویٰ ایمان بھی بے وقعت ہے۔ اس کی حیثیت گرد وغبار سے اٹے ہوئے پتھر جیسی ہے جسے موسلا دھار بارش چٹان بنا دیتی ہے۔

ایک مومن کیلئے محبت مصطفیٰ ﷺ سرمایۂ حیات ہے۔ ناموسِ رسول کریم ﷺ کی پاسبانی اس کی زندگی کا جزو لاینفک ہے۔ ناموسِ رسالت ﷺ کا تحفظ جتنا اہم فریضہ ہے، اہانت رسول کی جسارت اتنا ہی سنگین وبدترین جرم ہے۔ گستاخ رسول کی حیثیت ایک مچھر جتنی بھی نہیں۔ آج جدت پسندی، روشن خیالی اور آزادئ اظہارِ رائے کا نام لے کر اللہ تعالیٰ کے مقربین اور معزز شخصیات پر رکیک حملوں کی کوشش کی جا رہی ہے، لیکن اس کے برعکس جب غلامانِ مصطفیٰ ﷺ اپنا حق آزادئ اظہار استعمال کرتے ہیں تو ان کے لئے دہشت گرد، شدت پسند اور انتہاء پسند جیسے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں، جس سے روشن خیالی اور جدت پسندی کا خول اتر کر سامنے آ جاتا ہے۔ حقیقت پسندانہ نظر سے دیکھیں تو خود یہی لوگ معاشرے کے افتراق وانتشار اور بے چینی کا سبب ہیں۔ گستاخانِ رسول کریم ﷺ کتنے بدترین لوگ ہیں قرآنی تعلیمات کے

مطالعہ سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ حکیم میں ارشاد فرماتا ہے ﴿لا یحب اللہ الجھر بالسوء من القول الا من ظلم﴾ (النساء، آیت: 148) اللہ پسند نہیں کرتا بری بات کا اعلان کرنا مگر مظلوم۔

اس آیت کریمہ کے تحت مفسرین لکھتے ہیں اس سے مراد کسی کے پوشیدہ حال ظاہر کرنا، کسی کا عیب بیان کرنا، چغل خوری، غیبت کرنا اور کسی کو گالی وغیرہ دینا ہے۔

قرآن حکیم کی اس آیت کی روشنی میں یہ قانون اور اُصول بیان ہوا کہ انسانی حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ بلاضرورت شرعی کسی کی عیب جوئی اور برائی ممنوع ہے۔ انسان کے عیوب اور کوتاہیاں اس کا اور اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہے، کوئی دوسرا اِنسان اس کی برائی اور عیب جوئی سے اس کی عزتِ نفس مجروح کر کے اس کی حق تلفی نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ نے گستاخِ رسول کو یہ حق بھی نہیں دیا۔ قرآن حکیم میں ارشادِ ربانی ہے ﴿تبت یدا ابی لھب وتب﴾ (سورۂ لہب، آیت: 1) تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا۔

قرآن کریم کے اُسلوب سے ذہن وضمیر اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ کسی کے عیب وغلطی کو بیان کرنا درست قدم نہیں لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ کی ناموس کا خیال نہ کرے، اس بارگاہ کے آداب کو ملحوظ خاطر نہ رکھے وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اس کی گندگی اور تعفن سے لوگوں کو آگاہ کر کے اس سے بچنے کی تلقین کی جائے۔

جب آپ تاریخ مکہ کی ورق گردانی کرتے ہوئے دشمنانِ اسلام کی فہرست پر نگاہ دوڑاتے ہیں تو آپ کو ولید بن مغیرہ کا نام نمایاں نظر آتا ہے۔ اسلام کے خلاف اس شخص نے ہر طرح کے خبث باطن کا مظاہرہ کیا حتیٰ کہ ناموسِ رسالت ﷺ پر بھی حملہ کیا، جب اس نے حضور سید عالم ﷺ کی عزت وتوقیر کے خلاف جسارت کی تو قرآنِ حکیم میں ارشاد ہوا ﴿ھماز مشاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذلک زنیم﴾ (القلم، آیت: 11-13) ذلیل، بہت طعنے دینے والا، بہت اِدھر اُدھر کی لگاتا پھرنے والا، بھلائی سے بڑا

روکنے والا' حد سے بڑھنے والا' گنہگار' دُرشت خو اِس سب پر طرہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا۔

اپنے دل ودماغ سے تعصب وعناد کے خول کو اُتار کر ان آیات میں غور کیجئے! کیا یہ اس بات کی بیّن دلیل نہیں کہ خالقِ کائنات بھی شاتمانِ رسالت مآب ﷺ کو عذاب وغضب کا مستحق قرار دیتا ہے۔ کوئی آدمی یقین اور وثوق سے کہہ سکتا ہے کہ عالم کفر میں جہاں شراب وبدکاری فخریہ کام کہلاتے ہوں وہاں ولید بن مغیرہ کے علاوہ کوئی اور کافر بدگو نہیں ہوسکتا۔ لیکن سوچئے کہ صرف ولید بن مغیرہ ہی اس غیض وغضب کا مستحق کیوں ہوا کہ رہتی دنیا تک یہ آیت اس کے ولد الزنا ہونے کا اعلان کرتی رہے گی۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ جب اس نے ناموسِ رسالت ﷺ پر حملہ کیا تو وہ رب العالمین کے جلال وغضب کا مستحق ٹھہرا۔

حضور نبی رحمت ﷺ سے زیادہ اس کائنات ارضی میں اور کون رحم دل اور شفیق ہوسکتا ہے' آپ نے غیروں پر بھی رحمت ہی فرمائی۔ تاریخ اس پر شاہد ہے لیکن گستاخوں کے ساتھ رحمت عالم ﷺ نے کوئی نرمی نہیں فرمائی۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ﴿بعث رسول الله ﷺ الی ابی رافع الیهودی رجالا من الانصار وامر علیهم عبد الله بن عتیک وکان ابو رافع یوذی رسول الله ﷺ ویعین علیه﴾ (بخاری' جلد:2' صفحہ:577) رسول اللہ ﷺ نے ابورافع یہودی کی جانب انصار کے کچھ لوگوں کو بھیجا اور ان پر عبداللہ بن عتیک کو امیر مقرر فرمایا۔ ابورافع رسول اللہ ﷺ کو ایذا دیتا اور آپ کے مخالفین کی مدد کرتا تھا۔

احناف کے مشہور محدث علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں ﴿جواز الاغتیال علی من اعان علی رسول الله ﷺ بیدا و مال او رأی و کان ابو رافع یعاری رسول الله ویولب الناس علیه﴾ (عمدۃ القاری' جلد:14' صفحہ:378) جو شخص اپنی رائے' مال اور ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ کے خلاف مدد کرے (یہ حدیث) اس کے قتل کے جواز پر دلیل ہے۔ ابورافع رسول اللہ ﷺ کا دشمن تھا اور لوگوں کو بھی اس دشمنی پر اُبھارتا تھا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ﴿قال رسول اللہ ﷺ من لکعب بن الاشرف فانہ قد آذی اللہ ورسولہ فقام محمد بن مسلمۃ فقال یا رسول اللہ اتحب ان اقتلہ قال نعم﴾ (صحیح بخاری، جلد:2، صفحہ:576) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کعب بن اشرف کو کون قتل کرے گا؟ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی۔ اس پر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ کو پسند ہے میں اسے قتل کر دوں؟ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔

حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں "جب فتح مکہ کا دن آیا تو عبداللہ بن سعد بن ابی سرح، حضرت عثمان بن عفان کے پاس چھپ گیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسے لے آئے اور نبی کریم ﷺ کے سامنے لا کھڑا کیا اور درخواست کی یا رسول اللہ ﷺ! عبداللہ سے بیعت لے لیجئے۔ آپ نے سر مبارک اُٹھا کر دیکھا، تین بار آپ نے ایسے ہی دیکھا اور ہر مرتبہ انکار فرمایا۔ تیسری بار کے بعد آپ نے اس سے بیعت لے لی۔ پھر اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا تم میں کوئی سمجھدار آدمی نہ تھا کہ جب میں بیعت لینے سے انکار کرتا تو وہ اس کی طرف اٹھتا اور اسے قتل کر دیتا؟ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم نہیں جانتے تھے آپ کی منشاء کیا ہے۔ آپ ہمیں آنکھ سے اشارہ فرما دیتے۔ آپ نے فرمایا کسی نبی کی یہ شان نہیں کہ اس کی آنکھ خیانت والی ہو"۔ (ابوداؤد، جلد:2، صفحہ 251)

اس حدیث پاک سے کسی کے ذہن میں یہ شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے تو اس شخص کو معاف فرما دیا۔ اس حدیث سے کوئی گستاخ کی معافی اخذ کرے تو اس کی مرضی لیکن یہ بات غور و فکر سے معلوم ہو رہی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی رضا و منشا کیا تھی اور آپ اس کے بارے میں کیا فیصلہ چاہتے تھے؟

جب کوئی شخص کسی جرم کا ارتکاب کرے اور اس کا تعلق حقوق العباد سے ہو تو جب تک وہ شخص معاف نہ کرے تو مجرم کو معافی نہیں دی جا سکتی۔ اہانت رسول ایسا جرم ہے جس کا تعلق رسول اکرم ﷺ سے ہے تو امت کے کسی فرد کو یہ کیسے علم ہوگا کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے اسے معاف کر دیا، لہٰذا اب گستاخ رسول کی سزا قتل مقرر ہے۔

علماءِ اُمت نے ہر دور میں ناموسِ رسالت ﷺ کا تحفظ کیا۔ نبی اکرم ﷺ کی عزت و توقیر کے

خلاف ہر عمل کا قلع قمع کیا اور شاتم رسول کے خلاف عملی اقدام پر زور دیا۔

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ امت مسلمہ کے اس مسئلہ پر متفق ہونے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ﴿قال ابوبکر بن المنذر اجمع عوام اهل العلم على ان من سب النبی ﷺ يقتل و ممن قال ذلک مالک بن انس والليث واحمد واسحاق وهو مذهب الشافعی قال قاضی ابوالفضل وهو مقتضى قول ابوبكر الصديق ولا تقبل توبته عند هولاء و بمثله قال ابو حنيفة واصحابه والثورى واهل الكوفة والاوزاعی﴾ (الشفاء، جلد:2، صفحہ:133)

ابوبکر بن منذر کہتے ہیں تمام اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شاتمِ رسول کو قتل کیا جائے گا اور یہی قول امام مالک، لیث، امام احمد، اسحاق اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم کا ہے۔

قاضی ابوالفضل فرماتے ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قول کا مقتضی بھی یہی ہے کہ ان کے نزدیک بھی توبہ قبول نہیں۔ امامِ اعظم ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب، ثوری، اہل کوفہ اور امام اوزاعی کا بھی یہی مذہب ہے۔

علامہ زین الدین ابن نجیم ناموسِ رسول کے حوالے سے رقم طراز ہیں ﴿كل كافر فتوبته مقبولة فی الدنيا والاخرة الا جماعة الكافر بسب النبی ..... لا تصح الردة السكران الا الردة بسب النبی لا يصفی عنه واذا مات او قتل لم يد فن فی مقابر المسلمين، ولا اهل ملته وانما يلقىٰ فی حفيرة كالكلب﴾ (الاشباه والنظائر، صفحہ:158)

ہر کافر توبہ کرے تو اس کی توبہ دنیا و آخرت میں مقبول ہے مگر کافروں کی وہ جماعت جس نے حضور ﷺ کو گالی دی اس کی توبہ قبول نہیں۔ نشہ کی حالت میں ارتداد صحیح نہ مانا جائے گا مگر حضور ﷺ کی اہانت حالت نشہ میں بھی کی جائے تو اسے معافی نہیں دی جائے گی۔ جب وہ شخص مر جائے تو اسے مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنے کی اجازت نہ دی جائے، نہ اہل ملت (یہودی، نصرانی) کے گورستان میں بلکہ اسے کتے کی طرح کسی گڑھے میں پھینک دیا جائے گا۔

حنفی عالم علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ میں نے خصوصیت کے ساتھ اس لئے ذکر کیا کہ کچھ لوگ آج کل

اس بخار میں مبتلا ہیں کہ احناف تو شاتم رسول کی توبہ قبول کرتے ہیں۔ علماء خواہ مخواہ اشتعال انگیزی پھیلاتے ہیں۔ دل پر ہاتھ رکھ کر علامہ کی گفتگو بار بار پڑھیے کہ علماء کا موقف گستاخِ رسول کے بارے میں کیا رہا ہے اور وہ شاتمانِ رسول کے حوالہ سے کس قدر سخت رویہ اختیار کرتے رہے ہیں کیونکہ یہ دینی وملی حمیت کا تقاضہ ہے۔

کچھ لوگوں کا موقف بالکل اس کے برعکس ہے۔ وہ دین ومذہب کو دُنیا سے بالکل جدا جانتے ہیں اور ان کا دعویٰ یہ ہے کہ یہ ملک قائداعظم اور علامہ اقبال جیسے لوگوں نے بنایا' وہ بالکل سیکولر اور لبرل تھے۔ اب ہم اس ملک میں مولوی حضرات کی اجارہ داری قائم نہیں ہونے دیں گے۔ یہاں لبرل ازم اور سیکولرازم ہی نمایاں ہونا چاہیے۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ تحریک پاکستان کے جو سرکردہ افراد تھے انہوں نے ہی قوم کو یہ نعرہ دیا' ''پاکستان کا مطلب کیا ﴿لا الله الا الله﴾ تو ذہن وضمیر پر دستک دے کر سوچیے جن لوگوں نے یہ ملک ﴿لا الله الا الله﴾ کی بنیاد پر بنایا اُن پر سیکولر اور لبرل ہونے کا الزام کتنا بڑا جھوٹ ہے۔

قائداعظم کے بارے میں یہ بات ایک حقیقت ہے کہ وہ بہت کھرے اور بااُصول انسان تھے۔ جس بات کو غلط جانتے اسے کبھی صحیح نہ کہتے۔ تاریخ کے اوراق پلٹیے تو قائدِ اعظم نے لاہور ہائیکورٹ میں صرف ایک مقدمہ لڑا۔ 1929ء میں غازی علم الدین شہید کے مقدمہ کی وکالت کے لئے قائداعظم لاہور ہائیکورٹ آئے۔ تعصب وعناد اور ذاتی مفادات کو ایک طرف رکھ کر سوچیے کہ غازی ممتاز حسین قادری اور غازی علم الدین کے عمل میں کیا فرق ہے؟ علامہ اقبال پر روشن خیالی کا نقاب ڈالنے کی جو کوشش کی جاتی ہے، اسے تار تار کرنے کے لئے یہ اشعار ہی کافی ہیں۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
گر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

در دلِ مسلم مقامِ مصطفیٰ است
آبروئے ما ز نامِ مصطفیٰ است

قرآن وسنت میں بھی شاتم رسول کے لئے دردناک عذاب کی وعید ہے اور جن لوگوں نے پاکستان بنایا ان کے لئے بھی غازی علم الدین جیسے لوگ قابل فکر سرمایہ ہیں۔ لیکن شومئ قسمت کے بعد میں آنے والے صاحبانِ اقتدار یہود و ہنود کے آلہ کار بن گئے۔ مال وزر کے لالچ نے انہیں گونگا بنا دیا' یہود و ہنود کو خوش کرنے اور اپنا اقتدار بچانے کے لئے اربابِ اقتدار مذہب وملت اور ملک کے خلاف سازشوں میں بھی ملوث رہے۔

انہی سیاہ کارناموں میں ایک اضافہ 23 مارچ 2012ء کو ہوا کہ شاتم رسول سلمان تاثیر کو نشان امتیاز دیا گیا۔ اگرچہ ان اعزازات کے ساتھ کھلواڑ بھی ارباب حل وعقد کے شغل میں شامل ہے کہ اکثر نا اہل افراد کو ہی یہ ایوارڈ دیئے جاتے ہیں لیکن سلمان تاثیر نے اپنے حلف سے غداری کی' آئین پاکستان کو توڑا' توہین عدالت کا مرتکب ہوا۔ اس کی اولاد کے بقول زنا' شراب اور خنزیر کا گوشت اس کے لیے باعث عار نہ تھے' ایسے شخص کو اعزاز سے نوازنا نظریہ پاکستان کی توہین' قائد واقبال کی روح سے سنگین مذاق اور شہداء پاکستان کے خون سے غداری کے مترادف ہے۔ اس سے اہل پاکستان اور سب مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے۔ اس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔

رہا غازی ممتاز حسین کا مسئلہ تو اہانت رسول کے مجرمین کو کیفر کردار تک پہنچانے والے اشخاص کو حضور نبی کریم ﷺ نے خود اعزازات سے نوازا۔ حضرت محمد بن مسلمہ' حضرت عمیر بن عدی' حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہم کی واضح مثالیں موجود ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی داد وتحسین فرمائی۔ اربابِ اقتدار اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ایسے اوچھے ہتھکنڈوں سے غازی ممتاز حسین قادری اور غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کے حوصلے پست کیے جاسکتے ہیں تو یہ ان کی بھول ہے۔ اس ملک کی تقدیر نظامِ مصطفیٰ ﷺ ہے۔ ان شاء اللہ

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد ﷺ سے اُجالا کر دے

شہیدِ عشق

ابوالطاہر فدا حسین فدا رحمۃ اللہ علیہ

ذیل کی نظم 1953ء کے اُس ہنگامی دَور میں کہی گئی جب "منکرین ختم نبوت" کے خلاف مسلمانوں نے زبردست احتجاج کیا اور اُس وقت کے دُشمن اسلام حکام رس قادیانیوں نے کئی ایک عاشقانِ رسولِ انام ﷺ کو شہید کردیا تھا۔ یہ اُسی المناک سانحہ کا فی البدیہہ تأثر ہے۔

سینے میں بڑھ کے کھائی جو گولی شہید نے
کھیلی ہے گویا خون سے ہولی شہید نے
کیا خُوب رنگ لائی شہادت کی آرزُو
جنت میں جا کے آنکھ ہے کھولی شہید نے
اب احتیاجِ غسل ہی اُس کو نہیں رہی
خُود اپنی لاش خُون میں دھولی شہید نے
عشق نبی☆ میں کر کے تصدق متاعِ زیست
بھر لی گُلِ مراد سے جھولی شہید نے
پھیلی ہوئی فضاؤں میں ہے مُشکِ عنبریں
کیا شے تھی اپنے خُون میں گھولی شہید نے
ناموسِ مصطفیٰ☆ کے تحفظ میں جاں نثار
دولت یہ لازوال ہے رولی شہید نے

اللہ رے فرطِ شوقِ شہادت کا وَلولہ
کر دی فنا حریف کی ٹولی شہید نے
حاصل جو نقدِ جاں سے ہوا دل کا مُدعا
کیا جنس اپنے خون سے تولی شہید نے
نامِ نبی☆ پہ تُو بھی قربان ہائے فدا
بولی دمِ اخیر یہ بولی شہید نے

﴿بشکریہ: شاعر اہلسنت محترم سید عارف محمود مہجور رضوی﴾

☆صلی اللہ علیہ وسلم

تین نجات دینے والی اور تین تباہ کرنے والی چیزیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور خاتم الانبیاء والرسل ﷺ نے فرمایا تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین چیزیں تباہ کرنے والی ہیں۔

نجات دینے والی تین چیزیں:

1. اللہ سے ڈرنا خلوت وجلوت میں
2. حق بات کہنا خوشی وناخوشی میں
3. خرچ میں میانہ روی اختیار کرنا، مالداری اور غریبی میں

تباہ کرنے والی تین چیزیں:

1. خواہشاتِ نفس کی پیروی کرنا
2. حرص وبخل کرنا
3. گھمنڈ (غرور، فخر) کرنا۔ (یہ تینوں میں سخت تر ہے)

﴿مشکوٰۃ، صفحہ: 434﴾

Scanned with CamScanner

قادیانیوں کے نام نہاد معجزات کی حقیقت

پروفیسر
منور احمد ملک
(سابق قادیانی)

قادیانی جماعت میں دجالِ قادیاں کے نام نہاد معجزات کا تذکرہ ہوتا رہتا ہے۔بات بات پر قادیانی جماعت کے حق میں معجزات کے ظہور کا تذکرہ ہو جاتا ہے۔فلاں آدمی کو نوکری مل گئی' قادیانی جماعت کی سچائی کی نشانی ہے۔فلاں آدمی کی لاٹری نکل آئی' قادیانی جماعت کا معجزہ ہے۔فلاں آدمی قتل ہو گیا' فلاں حادثے میں مر گیا' یہ ہے قادیانی جماعت کا معجزہ!!!

بندہ ناچیز نے کیونکہ قادیانی جماعت میں چالیس (40) سال سے زائد عرصہ گزارا ہے اور ایک کٹر قادیانی فیملی میں آنکھ کھولنے کی وجہ سے میری گھٹی میں قادیانیت کی تعلیم و معجزات کا رس گھول کر مجھے لبالب پلایا جاتا رہا ہے۔بچپن سے قادیانی مربیوں کی زبانی قادیانیت کے معجزات کا تذکرہ سنتے آ رہے تھے' اب جبکہ قادیانیت کا سارا اندرونہ دیکھنے کے بعد بقائمی ہوش و حواس قادیانیت کو چھوڑ کر اسلام قبول کر چکا ہوں تو ضروری سمجھتا ہوں کہ کچھ ان نام نہاد "معجزات" پر بات کر لی جائے کیونکہ ایک غیر قادیانی ان کی حقیقت کو باہر سے صحیح طور پر سمجھ نہیں سکتا اور ایک قادیانی ان "چکروں" کی صحت پر شک نہیں کر سکتا ورنہ اس کا جینا حرام کر دیا جائے گا۔

قادیانیوں سے اگر پوچھیں کہ قادیانیت کے معجزات کیا ہیں؟ تو ان میں لیکھرام کا قتل' ذوالفقار علی بھٹو کی پھانسی' ضیاء الحق کی موت اور ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو نوبل انعام ملنے کی بات کریں گے۔ان کے علاوہ چند افراد کے طاعون کا ذکر بھی کریں گے۔آیئے ان پر تفصیل سے بات کرتے ہیں۔

● لیکھرام کا قتل:

پنڈت لیکھرام آریوں کا ایک پنڈت تھا۔اس نے مرزا غلام احمد قادیانی کو سامنے رکھتے ہوئے اسلام

کے خلاف بہت کچھ اُگلا۔ مرزا غلام احمد قادیانی پہلے کیونکہ اسلام کے دفاع کے نعرہ کے ساتھ میدان میں آیا تھا لہٰذا اُس سے مقابلہ کرنے والے اسلام کے خلاف بدزبانی کرتے تھے۔ مرزا قادیانی نے اسے بدزبانی سے روکا مگر ندارد۔ آخراس کی ہلاکت کی پیش گوئی کی اور باقاعدہ ایک عرصہ مقرر کیا اور عید سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد اس کی ہلاکت کی پیش گوئی کی۔

واضح رہے کہ میری معلومات قادیانی جماعت کی کتابوں کے نقطہ نظر سے ہیں۔ دوسری طرف سے فی الحال میں کچھ نہیں جانتا۔

قادیانی جماعت کی کتابوں میں ذکر ہے بلکہ خود مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اس کا اظہار کیا ہے کہ جب اس کی ہلاکت کی پیش گوئی کے چھ سال گزر گئے اور چند دن باقی رہ گئے تو سخت پریشانی پیدا ہوئی۔ مرزا قادیانی آخری دن بے چینی سے انتظار کر رہا تھا کہ کب لیکھرام کے قتل کی خبر آتی ہے؟ آخر خبر آ گئی کہ لیکھرام قتل ہو گیا ہے اور قاتل تلاش کے باوجود نہیں مل سکا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے کیونکہ اس کے قتل کے بارے میں پہلے اشتہار دے رکھا تھا لہٰذا اُس پر قتل کا مقدمہ بنا مگر بوجوہ بچ گیا۔

قادیانی لٹریچر میں موجود ہے کہ ایک خونخوار قسم کا آدمی لیکھرام کے پاس مرید کے طور پر آیا اور تین دن تک اس کے ساتھ ساتھ رہا۔ آخر ایک دن موقع پا کر قتل کر کے بھاگ گیا۔ قادیانی جماعت کہتی ہے وہ ایک فرشتہ تھا جسے خدا نے بھیجا تھا' اس کا نہ ملنا ہی قادیانیت کے معجزے کی دلیل ہے۔

اس واقعہ پر تھوڑا سا غور کرنے سے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ اس کے قتل کا انتظار کرنے والا اور بے چینی سے انتظار کرنے والا ہی اس خونخوار قسم کے شخص کو بھیجنے والا تھا۔ کسی اور شک سے پہلے عرض کروں کہ اِس دور میں ایسے واقعات کی بہتات ہے۔ ایک سال میں کئی درجن واقعات صرف پاکستان میں ہو رہے ہیں۔ بہت سی شخصیات ان واقعات کی وقوع پذیری کے لئے سخت قسم کے انتظار میں مبتلا رہتی ہیں۔ وہ شخصیات نہ صرف انتظار کرتی ہیں بلکہ پوری طرح ''دوا'' بھی کرتی ہیں۔

اگر لیکھرام کے قتل سے کسی کی سچائی ظاہر ہوتی ہے اور ایک آدمی کے لئے نبوت تک کی سچائی اس قتل

سے ثابت ہوتی ہے تو اس طرح یورپ میں بہت سے ایسے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جن کے لئے پاکستان میں ہر روز ایک بزعم خود معجزہ ہو رہا ہے۔ ''معجزہ'' کے لئے کیا یہی ایک بڑی نشانی ہے۔

● عبداللطیف قادیانی:

اگر کوئی قادیانی جماعت کو چھوڑ جائے اور اس کا کوئی نقصان ہو جائے تو قادیانی جماعت میں برملا تذکرہ ہوتا ہے کہ دیکھو فلاں شخص نے قادیانی جماعت چھوڑی تو اسے یہ نقصان ہو گیا۔ اسے فلاں مالی یا جانی نقصان ہوا۔ اگر کوئی نیا قادیانی ہوا اور اُس کے تمام رشتے دار اس سے ناراض ہو جائیں' اس کے مکان کو تباہ کر دیں' اس کے والدین اسے جائیداد سے عاق کر دیں' اس سے سب کچھ چھین کر گھر سے نکال دیں تو اسے قادیانی جماعت میں کہا جاتا ہے کہ یہ آزمائش ہے' ابتلا ہے' ایسی قربانیاں تو دینی پڑتی ہیں۔

اگر کوئی قادیانی جماعت چھوڑنے کے بعد فوت ہو جائے تو یہ قادیانیت کے سنہرے معجزات میں سے ہوگا مگر اتفاق کی بات ہے کہ ابھی تک ایسے معجزات قادیانی جماعت کے پاس جمع نہیں ہوئے۔ شاید خدا تعالیٰ قادیانیت کو چھوڑنے والوں کو خاص دیر تک زندہ رکھتا ہے تا کہ ان کی موت پر قادیانی اپنا ''مذہب'' نہ چمکا سکیں۔

عبداللطیف قادیانی افغانستان کے بادشاہ کے قریبی افراد میں سے تھا۔ وہ ہندوستان آیا تو مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں سنا۔ قادیان چلا گیا اور مرزا قادیانی کی بیعت کر کے قادیانی ہو گیا۔ وہ جب افغانستان گیا تو اس کے حلقہ احباب میں پتہ چل گیا کہ یہ قادیانی ہو گیا ہے۔

یہ بات بادشاہ تک پہنچی' اس نے مفتی کے پاس کیس بھیجا تو اُنہوں نے واجب القتل (سنگسار) قرار دے دیا۔ سب احباب نے اس کو قادیانیت چھوڑنے کے لئے کہا مگر وہ نہ مانا۔ چنانچہ اس سزا پر عمل کرتے ہوئے اسے کھلے میدان میں کمر تک زمین میں گاڑ ا گیا اور پھر چاروں طرف سے پتھروں کی بارش شروع ہو گئی اور آخر کار پتھر مار مار کر مار دیا گیا۔ قادیانی لٹریچر سے ہی پتہ چلتا ہے کہ پتھروں کا اتنا بڑا ڈھیر لگ گیا کہ عبداللطیف قادیانی نظر نہ آتا تھا پھر پہرہ لگ گیا کہ کوئی اس کی لاش نہ لے جا سکے۔ چند دن بعد رات کے

اندھیرے میں کسی شخص نے اس کی لاش نکال کر کسی نامعلوم جگہ پر دفن کی مگر بعد میں وہاں سے کسی نے نکال کر غائب کردی۔

اب ذرا غور کرنے والی بات ہے کہ ایک آدمی جو پہلے باعزت زندگی گزار رہا تھا۔صوم وصلوٰۃ کا پابند' نیک' متقی' پرہیزگار شخص تھا (یہ اوصاف خود قادیانی بتاتے ہیں) جب وہ قادیانیت کو قبول کرتا ہے تو اسے سرعام پتھر مار مار کر سنگسار کردیا جاتا ہے' نہ اس کا جنازہ پڑھا جاتا ہے اور وہ بے گوروکفن پڑا ہے۔کیا یہ قادیانیت قبول کرنے پر خدا کی طرف سے سخت ترین سزا نہیں تھی؟ مگر قادیانی اسے ''شہید'' کا لقب دے کر فخر سے بتاتے ہیں۔

کہتے ہیں مرزا قادیانی نے افغانستان کی سرزمین کے لئے بددعا کی اور حکمرانوں کے لئے بہت کچھ کہا۔کیا عبداللطیف کی موت یا مرزا غلام احمد قادیانی کی دعائیں یا بددعائیں رنگ لائیں؟ کیا افغانستان میں قادیانیت تیزی سے پھیلی اور وہاں قادیانیت تناور درخت کی طرح موجود ہے؟ بلکہ اس کے بالکل اُلٹ ہے۔عبداللطیف قادیانی کے اس عبرتناک انجام کا تذکرہ اس لئے کردیا گیا ہے کیونکہ آگے اسی قسم کے ''معجزات'' کا ذکر ہوگا' یہ ان کے لئے تریاق کا کام دے گا۔

● ذوالفقار علی بھٹو:

1970ء کے عام الیکشن میں قادیانی جماعت نے کھل کر پیپلز پارٹی کی حمایت کی۔قادیانی نوجوان پیپلز پارٹی کے کارکنوں سے بھی زیادہ سرگرمی سے الیکشن میں مصروف رہے۔پیپلز پارٹی کو کامیابی ملی' ذوالفقار علی بھٹو صدر وزیراعظم بن گئے۔

1974ء میں (سابقہ ربوہ) چناب نگر کے ریلوے سٹیشن پر نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء کے ساتھ ایک جھگڑے پر چلنے والی تحریک' تحریک ختم نبوت کے طور پر سامنے آئی اور معاملہ تحقیقات تک پہنچا۔

اس وقت کی قومی اسمبلی سے متفقہ مطالبہ کیا گیا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ذوالفقار علی بھٹو قادیانیوں کو اپنا محسن سمجھتے تھے لہٰذا وہ ان کے خلاف کچھ نہ کرنا چاہتے تھے۔معاملہ قومی اسمبلی میں زیر

بحث آیا تو قومی اسمبلی میں قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر کو طلب کیا گیا۔ 11 دن تک ان سے قادیانی جماعت کے بارے میں پوچھا جاتا رہا۔ قادیانی جماعت نے تفصیل سے اپنا مؤقف بیان کیا مگر اندازِ بیان ایسا تھا کہ تمام ممبران کو اپنا مخالف کر لیا۔

قومی اسمبلی کی کاروائی پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا ناصر نے اپنے اندازِ بیان سے ممبران کو قائل کرنے کی بجائے ان کو خلاف کر کے مجبور کر دیا کہ وہ اس کے خلاف فیصلہ دیں۔ چنانچہ قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا تو ذوالفقار علی بھٹو اس فیصلہ کو ماننے کے پابند تھے لہٰذا یہ فیصلہ ہو گیا۔

اب ظاہر ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو کا براہِ راست اس فیصلہ میں عمل نہ تھا بلکہ اس فیصلہ تک لانے میں اہم کردار مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی ﷫ اور دیگر علماء اسلام نے ادا کیا۔

جب ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کا تختہ اُلٹ دیا گیا اور انہیں پابند سلاسل کر دیا گیا تو 1977ء کے جلسہ سالانہ (ربوہ) چناب نگر پر قادیانی شاعر ثاقب زیروی نے ''انجام'' کے عنوان سے ایک نظم لکھی جس میں فرعون اور ہامان کے انجام کا تذکرہ کر کے ذوالفقار علی بھٹو کو بھی اسی لائن پر کھڑا کر دیا گیا۔

جب ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی کی سزا دی گئی تو قادیانیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کا الہام دریافت کیا کہ لکھا ہے ''کلب یموت علیٰ کلب'' کہ ایک کتا ہے، وہ کتے کی موت مرے گا یعنی کتے کے جتنے اعداد بنتے ہیں اس کے مطابق تفصیل یہ بتائی گئی کہ ذوالفقار علی بھٹو کے بارے میں یہ پیش گوئی ہے کہ اس کی عمر 52 سال ہو گئی ہے اور لفظ ''کتے'' کے اعداد کا مجموعہ بھی 52 بنتا ہے۔ لہٰذا اب یہ نہیں بچے گا۔ (حالانکہ لاہوری گروپ کے نزدیک اس لفظ ''کتے'' کا مصداق مرزا محمود قادیانی تھا کہ وہ خلافت کے 52 سال میں مر گیا۔)

اب سوچنے والی بات یہ ہے کہ جنہوں نے قادیانیوں کو کافر قرار دلوایا تھا وہ تو بچ گئے اور جس کی نہ نیت تھی اور نہ ہی براہ راست کردار ادا کیا تھا، وہ پھنس گیا۔ کیا ﴿نعوذ باللہ﴾ خدا تعالیٰ کو اصل مجرم نظر نہیں آئے اور یہ اوپر تھا اسے رگڑ دیا گیا۔ پھر اگر اس طرح کا انجام (پھانسی) ذلت ناک ہے اور یہ کوئی معجزہ ہے تو ایک

بار عبداللطیف قادیانی کے انجام کو پڑھیں' وہ بھی تو کسی کی جماعت کے لئے معجزہ بن گیا ہوگا۔

مزید سوچنے والی بات یہ ہے کہ اگر خدا نے قادیانیوں کے حق میں فیصلہ دیتے ہوئے مجرم کو سزا دی تو جو جرم اس نے کیا تھا اور جس کی وجہ سے قادیانیوں کو تکلیف ہوئی' وہ بھی تو ختم کرتا۔ قانون ختم ہو جاتا' اسمبلی کے ارکان معافی مانگتے' جنہوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا' وہ سزا پاتے اور قادیانی ایک بار پھر پہلے سے بہتر شان سے فیلڈ میں آجاتے مگر ایسا نہیں ہوا۔ لہٰذا بھٹو کی موت کو کسی اور کے لئے ہی رہنے دیں' قادیانیوں کو اسے اپنی طرف کھینچ کر کیش نہیں کروانا چاہئے۔

پھر خدا کی طرف سے کیسی سزا ہے کہ پاکستان کے 4/3 کروڑ عوام اسے شہید سمجھتے ہیں' اس کے لئے قرآن خوانی کرتے ہیں اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ اتنے دل تو مرزا قادیانی کے لئے نہیں دھڑکتے جتنے بھٹو کے لئے دھڑکتے ہیں۔ حالانکہ یہ عام قسم کا ایک سیاسی لیڈر تھا' کوئی مذہبی یا روحانی شخص نہ تھا۔

● جنرل ضیاء الحق:

1974ء کے بعد قادیانیوں کا معاشرے میں جینا دوبھر ہو گیا۔ قادیانی چوری چھپے نوکری کرتے اور اس خوف میں مبتلا رہتے کہ کسی کو پتہ نہ چل جائے کہ میں قادیانی ہوں۔ سفر کے دوران' کھیل کے دوران' تعلیم کے دوران اور شاپنگ کے دوران قادیانی بے حد محتاط رہنے لگے' کسی پر ظاہر نہ ہونے دیتے کہ میں قادیانی ہوں۔

بھٹو کی موت کے بعد قادیانی ایک بار پھر شیر ہو گئے مگر ابھی پوری طرح شیر نہیں ہو پائے تھے کہ ضیاء الحق نے اہل اسلام کے دباؤ پر قادیانیوں کے خلاف ''گھنگھوڑا'' دے مارا۔ 1983ء سے قادیانیوں کے خلاف ایک بار پھر تحریک زور پکڑنے لگی اور اب قادیانیوں پر مزید پابندیاں لگانے کا مطالبہ کیا جانے لگا۔ چنانچہ اپریل 1984ء میں جنرل ضیاء الحق نے ایک آرڈیننس کے ذریعہ قادیانیوں کو مسلمانوں کی طرز پر اذان دینے سے روک دیا' اپنی عبادت گاہ کو ''مسجد'' کہنے' اپنے آپ کو مسلمان کہنے یا ظاہر کرنے پر بھی پابندی لگا دی۔ مرزا قادیانی کے چیلوں کے لئے ''امیر المؤمنین'' کے الفاظ' مرزا قادیانی کی بیویوں کے لئے ''ام المؤمنین'' اور مرزا قادیانی کے ساتھیوں کے لئے ''صحابی'' جیسے الفاظ استعمال کرنے سے روک دیا گیا۔

اب قادیانی بالکل زمین پر لگ گئے۔اس وقت قادیانیوں کا گرو مرزا طاہر احمد قادیانی مئی 1984ء میں انگلینڈ بھاگ گیا اور وہاں سے خطبات کے ذریعے قادیانیوں کے حوصلے بلند کرنے کی کوشش کرنے لگا اور ساتھ ساتھ نئے الہامات اور اشارات کا تذکرہ ملتا رہا اور قادیانی جماعت کو حوصلہ دیا جاتا رہا کہ ابھی جماعت کے حق میں یہ معجزہ ہوگا اور ابھی یہ ہوگا وغیرہ وغیرہ۔

1987ء کے شروع میں علماء اسلام کو پکارتے ہوئے مباہلہ کا چیلنج کردیا گیا مگر کئی مہینے اور سال گزرنے کے باوجود کسی عالم کو کچھ نقصان نہ ہوا۔1988ء اگست کے مہینہ میں جنرل ضیاء الحق ایک حادثے میں مارا گیا۔قادیانی جماعت کی طرف سے اس پر بہت خوشی کا اظہار کیا گیا۔نعرۂ تکبیر بلند ہوئے کہ مباہلہ ہوگیا اور جنرل ضیاء الحق انجام کو پہنچا۔اسے بہت بڑا معجزہ قرار دیا گیا۔

اب ذرا اِس بات پر غور کیا جائے کہ ضیاء الحق اگر قادیانیوں کے خلاف کچھ کرنے کی وجہ سے خداتعالیٰ کی پکڑ میں آئے تو باقی 31 افراد کا کیا قصور تھا؟ مرزا طاہر نے اس بارے میں مؤقف اختیار کیا کہ فرعون کے ساتھ بھی کئی ہلاک ہوئے۔حالانکہ یہ 31 افراد ضیاء الحق کے ساتھی نہ تھے' چند ایک کے علاوہ باقی اپنی ڈیوٹی ادا کررہے تھے۔کوئی پائلٹ تھا تو کوئی ٹیکنیشن۔یہ سب افراد ضیاء الحق کے ساتھ مل کر قادیانیوں پر حملہ آور نہیں ہوئے تھے جس طرح فرعون کے ساتھی اس کے ساتھ مل کر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر حملہ آور ہوئے تھے۔

کیا خداتعالیٰ اس بات پر قادر نہ تھا کہ وہ اسے علیحدہ ہلاک کرتا؟ پھر جنرل ضیاء الحق کی گرفت کے بعد وہ فیصلہ یا آرڈیننس ختم ہوگیا اور قادیانیوں کی دادرسی ہوگئی؟ ہوتا تو یوں ہے کہ کسی نے کسی دوسرے کے ساتھ زیادتی کی ہوتی ہے' کوئی نقصان کیا ہوتا ہے یا کسی کو حبس بے جا میں رکھا ہوتا ہے تو عدالت مجرم کو نہ صرف سزا سناتی ہے بلکہ متاثرہ فریق کے نقصان کی تلافی بھی کی جاتی ہے۔اغوا شدگان کو بازیاب بھی کرایا جاتا ہے یا مالی نقصان پورا کرنے کے احکامات صادر ہوتے ہیں۔کیا خداتعالیٰ کی ہستی پر الزام نہیں کہ اس نے انصاف کرتے ہوئے متاثرہ فریق کی دادرسی نہیں کی یا تو خدا نے غلط فیصلہ دیا (نعوذ باللہ) یا پھر اس فیصلے کا قادیانیوں کے ساتھ تعلق نہیں۔(یہی ممکن ہے)

● علماء اسلام:

اگر قادیانیوں کے خلاف کام کرنے یا مخالفت کرنے پر کسی کو سزا ہو سکتی تھی تو آج تک کئی سو علماء اسلام عبرتناک انجام کا شکار ہو چکے ہوتے کیونکہ سینکڑوں علماء کی کوششوں سے قادیانی اتنا نقصان اُٹھا چکے ہیں کہ اس کی تلافی ناممکن ہے۔ان کے خلاف اتنا لٹریچر تیار ہو چکا ہے جس کا عشر عشیر بھی قادیانی نہیں کر سکتے۔عوام الناس کے ذہنوں میں قادیانیوں کے خلاف اتنا کچھ بھر دیا گیا کہ اب قادیانیوں کے بارے میں کسی بھی اچھے تاثر کا پیدا ہونا ممکن نہیں۔1974ء سے 2000ء تک مسلسل قادیانیوں کا گراف نیچے جا رہا ہے اور وہ اِس اسٹیج تک پہنچ چکا ہے کہ اوپر اُٹھ ہی نہیں سکتا۔1974ء کے بعد پیدا ہونے والا بچہ جو اَب 38 سال کے قریب ہے اور اپنی تعلیم بھی مکمل کر چکا ہے۔گویا عاقل' بالغ ہو چکا ہے' اس نے اب تک قادیانیوں کو غیر مسلم اور کافر ہی جانا ہے۔وہ کبھی بھی قادیانیوں کو مسلمان نہیں سمجھ سکتا بلکہ اسی عمر کا قادیانی نوجوان بھی خود کو مسلمان نہیں بلکہ قادیانی ہی کہے گا۔

مذکورہ بالا کئی سو علماء اسلام کی کارگزاری اگر خدا کو ناپسند تھی تو اُنہیں اس دنیا میں عبرت کا نشان بناتا' اب اگر سینکڑوں' ہزاروں میں سے کوئی حادثے میں وفات پا جاتا ہے تو کیا ہوا؟ مرزا محمود قادیانی پر بھی تو قاتلانہ حملہ ہوا تھا اور آخر دم تک اس زخم سے پریشان رہا بلکہ اس حملے کے اثرات کے نتیجہ میں اس کا آخری دور معذوری کی حد تک جا پہنچا تھا۔قادیانی جماعت کے کتنے ''قادیانی'' دن دیہاڑے قتل ہو گئے' کتنے حادثوں میں ہلاک ہوئے قادیانیوں کو توبہ کرنی چاہیے۔(مگر نہیں کریں گے)

● ڈاکٹر عبدالسلام کا نوبل انعام:

قادیانی جماعت ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو پاکستان کا مشہور اور عالمی شہرت یافتہ سائنس دان ثابت کرنا چاہتی ہے۔ان کے بقول اس کی سائنسی خدمات کے اعتراف کے طور پر انہیں نوبل انعام سے نوازا گیا۔اس کی وجہ سے پاکستان کی عزت میں بھی اضافہ ہوا اور قادیانی جماعت نے بھی اپنا قد بڑھانے کی کوشش کی۔1979ء میں اس کو نوبل انعام ملا تو فوراً بعد قادیانیوں نے مرزا قادیانی کے ایک قول کو

دریافت کرلیا کہ مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ "میرے فرقہ کے لوگ علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے"۔

قادیانی جماعت کے لئے تو یہ خوشی کی بات تھی کہ ان کی جماعت سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کو عالمی انعام ملا ہے مگر اس کو اس حد تک لے جانا کہ یہ قادیانیت کی سچائی کی ایک علامت یا ثبوت ہے نہایت مضحکہ خیز بات ہے۔ مجھے یاد ہے کہ اس انعام کے بعد مرزا ناصر نے جلسہ سالانہ میں انعام کو بہت زیادہ اُچھال کر اور جذبات میں آ کر کہا تھا کہ "ہمیں آئندہ 10 سالوں میں 100 عبدالسلام جیسے سائنس دان چاہئیں" اور پھر اس کے بعد طلباء میں علمی جوش بھرا جانے لگا۔ یونیورسٹی اور کالجوں سے پوزیشن لینے والوں میں حوصلہ افزائی کے لئے انعام دیئے جانے لگے۔

مزید یہ کہ ذہنی صلاحیتوں کو اُبھارنے اور دماغی طاقت کو بڑھانے کے لئے سویابین کو ریکمنڈ (تجویز) کیا گیا۔ جلسہ سالانہ کی تقاریر اور دیگر اجتماعوں کے خطبات میں سویابین کے فوائد پر تفصیلی لیکچر دیئے گئے اور قادیانی جماعت کے افراد پر زور دیا گیا کہ اس کا تیل اور دیگر پروڈکٹ استعمال کریں۔ مرکزی سطح پر تحریر و تقریر کے ذریعہ سویابین کے حق میں مہم چلائی گئی۔ مجھے یاد ہے کہ 1982ء میں بیرون ملک سے سویابین آئل کے کیپسول منگوائے گئے اور طلباء میں 5 روپے تا 10 روپے فی کیپسول فروخت کیے گئے۔ اگر سویابین فائدہ مند تھی یا ہے تو اس مہم کو ختم کیوں کرا دیا گیا۔ اب بھی اس بارے میں تبلیغ نہیں کی جاتی۔ اب تو عام استعمال کے لئے سویابین آئل مارکیٹ میں دستیاب ہے۔ بتانے کا مقصد یہ ہے کہ اتنی کوششوں کے باوجود قادیانی سربراہ مرزا ناصر کی خواہش کہ 10 سالوں میں 100 عبدالسلام کی سطح کے سائنس دان چاہئیں' بالکل پوری نہ ہوسکی بلکہ ایک فیصد بھی پوری نہ ہوئی بلکہ آج 39 سال گزر چکے ہیں اس کے باوجود قادیانیوں میں ایک بھی سائنس دان اس سطح کا پیدا نہ ہوسکا۔

● **طاعون اور قادیانی جماعت:**

1900ء کے لگ بھگ مرزا قادیانی نے اعلان کیا کہ ملک میں خصوصاً پنجاب میں طاعون پھوٹنے والی ہے اور اس سے بہت تباہی آئے گی مگر قادیانی اس سے محفوظ رہیں گے اور یہ ایک معجزہ کی حیثیت رکھے

Scanned with CamScanner

گی کہ باقی لوگ مریں گے مگر قادیانی اس سے محفوظ رہیں گے۔

طاعون نے کئی سال لگا کر پورے ہندوستان میں تباہی مچائی۔اس کی لپیٹ میں قادیانی آئے یا نہیں یہ کیونکہ بہت پرانی بات ہے اس کا ریکارڈ کتابوں اور اخبارات میں تو ہوگا مگر اس وقت میں وہ بات بتانا چاہتا ہوں جو شاید اخبارات اور کتابوں میں نہ ہو مگر یہ ہمارے اپنے گاؤں محمود آباد جہلم کے متعلق ہے۔

1980ء میں محمود آباد کی تاریخ لکھنے کے لئے اس وقت کے موجود بزرگوں سے معلومات اکٹھی کیں تو معلوم ہوا کہ 1900ء تا 1942 تقریباً ہر سال ان علاقوں میں طاعون نے تباہی مچائی تھی جبکہ 1918ء اور 1924ء میں اس کی شدت زیادہ تھی۔1918ء اور 1924ء کے حالات کے بارے میں بتایا گیا کہ محمود آباد کے لوگ گھروں سے باہر نکل کر زمینوں میں کیمپ (جھونپڑیاں) لگا کر رہنے لگے۔1918ء اور 1924ء میں تقریباً 35 افراد اس طاعون کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔

محمود آباد کی اُس وقت آبادی 80 فیصد قادیانی افراد پر مشتمل تھی۔طاعون سے فوت ہونے والوں کی اکثریت قادیانی تھی۔اس میں ہمارے قریبی رشتہ دار بھی تھے۔دیکھتے ہی دیکھتے محمود آباد کے باہر ایک نیا قبرستان آباد ہوگیا۔

بتانے کا مقصد یہ ہے کہ طاعون کا قادیانی بھی اسی طرح شکار ہوئے جس طرح دیگر عام لوگ۔قادیانی معجزات پر بڑا یقین رکھتے ہیں مگر سو سال میں قادیانی جماعت کی جھولی میں کوئی خاص معجزہ نہ آسکا۔جن معجزات کا وہ ذکر کرتے ہیں ان پر تبصرہ ہو چکا ہے۔البتہ کسی مخالف کے کان میں درد ہو یا سائیکل سے گر جائے یا کوئی مالی نقصان ہو جائے تو قادیانی خوش ہو جاتے ہیں کہ ''معجزہ'' ہو گیا۔

چلو ''لہو گرم رکھنے کا ہے اک بہانہ'' کے مطابق دل کو خوشی اور لہو گرم رکھنے کا ان کا بھی حق ہے۔ہمیں یہ حق تسلیم ہے اس حق کو استعمال کریں شاید حق کو استعمال کرتے کرتے ''حق'' کو پالیں۔

Scanned with CamScanner

اندرونِ سندھ میں قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیاں

اندرون سندھ کے مختلف علاقوں میں ایک برس کے دوران 100 سے زائد قادیانی اسلام قبول کر چکے ہیں جبکہ کئی قادیانی گھرانے اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہیں، جنہیں آئندہ چند دنوں میں دائرہ اسلام میں داخل کیا جائے گا۔

اندرون سندھ کے ضلع بدین کے علاقے گولارچی میں چندروز قبل اسلام قبول کرنے والے 9 افراد کا تعلق ایک ہی خاندان سے ہے۔ اس خاندان کے دیگر ارکان نے دو برس قبل اسلام قبول کیا تھا۔

قادیانی گھرانوں کی جانب سے اسلام قبول کرنے کے رجحان میں تیزی دیکھتے ہوئے فلاحی تنظیموں کی آڑ میں قادیانی لابی نے ارتدادی سرگرمیاں شروع کی ہوئی ہیں۔ یہ لابی اس وقت مٹھی، ننگر پارکر، احمد آباد، پڑیو گوہر اور اس کے اطراف کے کئی علاقوں میں سرگرم ہے۔

اس نیٹ ورک سے تعلق رکھنے والے افراد چھوٹے اور پسماندہ دیہات میں علاج معالجے کی سہولیات فراہم کرنے کی آڑ میں سادہ لوح افراد کو گمراہ کر رہے ہیں جبکہ اسلام قبول کرنے والوں کو دوبارہ مرتد کرنے کے لئے قادیانی لابی مال و دولت سمیت غیر ملکی شہریت دلانے کا لالچ بھی دے رہی ہے۔

اس بات کا انکشاف ہونے پر اندرون سندھ کے کئی علاقوں میں علمائے کرام نے بھی قادیانی افراد کو اسلام کی جانب راغب کرنا شروع کر دیا ہے۔ ضلع بدین کے علاقے گولارچی میں اسلام قبول کرنے والے نومسلم خاندان کے حوالے سے معلوم ہوا ہے کہ مذکورہ خاندان پیدائشی قادیانی تھا۔ اس خاندان کے ارکان میں محمد اصغر آرائیں، اس کی اہلیہ، دو بیٹے رضوان اور ذیشان کے علاوہ تین بیٹیاں اور ایک نواسہ اور نواسی شامل ہیں۔ محمد اصغر آرائیں کے حوالے سے معلوم ہوا ہے کہ اس کی گولارچی میں دکان ہے۔ محمد اصغر آرائیں کا

ایک بھائی جس کا نام ارشد ہے' وہ اپنے خاندان کے ہمراہ پہلے ہی اسلام قبول کر چکا ہے۔ محمد اصغر آرائیں بھی بہت پہلے سے اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا لیکن وہ صرف اس لئے خاموشی اختیار کئے ہوئے تھا کہ قادیانی لابی نے محمد ارشد اور اس کے خاندان کو اسلام قبول کرنے کے بعد طرح طرح کی تکلیفوں اور پریشانیوں سے دوچار کرنے کی پلاننگ کر چکی تھی۔ پورے خاندان نے اس کا سوشل بائیکاٹ کر دیا تھا اور اسے دھمکیوں کا سامنا تھا۔

تاہم چند روز قبل اس نے اسلام قبول کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے وہ قادیانیت سے تائب ہو کر علی الاعلان اسلام قبول کرے گا۔ محمد اصغر آرائیں نے اپنے اس فیصلے کے بارے میں عزیز و اقارب کو بھی آگاہ کر دیا۔ اس کے بعد حسبِ معمول اسے عزیز و اقارب کی جانب سے مختلف طریقوں سے بلیک میل کیا جانے لگا اور اسے اسلام قبول کرنے سے روکنے کی ہر کوشش کی جانے لگی۔

محمد اصغر آرائیں کے حوالے سے معلوم ہوا کہ اس کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں جن میں سے ایک بڑی بیٹی شادی شدہ تھی۔ اس کی شادی چند برس قبل محمد اصغر آرائیں نے نعیم نامی ایک قادیانی شخص سے کرائی تھی۔ اس وقت محمد اصغر کی بیٹی دو بچوں کی ماں ہے۔ اس کی تین برس کی بیٹی اور ڈیڑھ سال کا بیٹا ہے۔ محمد اصغر آرائیں کے اسلام قبول کرنے کے فیصلے کا علم جب نعیم اور اس کے گھر والوں کو ہوا تو انہوں نے محمد اصغر آرائیں کی بیٹی پر پابندی عائد کر دی کہ وہ اپنے والد کے گھر کبھی نہیں جائے گی اور نہ ہی اس کے والد کو اس سے ملنے دیا جائے گا۔

جب یہ بات محمد اصغر تک پہنچی تو وہ بلا خوف و خطر نہ صرف بیٹی سے ملنے اس کے گھر گیا' بلکہ وہاں جا کر بیٹی کی ساس' سسر اور دیگر گھر والوں کو بھی اسلام قبول کرنے کی دعوت دی' جس پر اس کے شوہر نعیم اور اس کے گھر والوں نے محمد اصغر کو بدترین تشدد کا نشانہ بنایا۔ انہوں نے اصغر کی بیٹی کو بھی کمرے میں بند کرنے کی کوشش کی تاہم جب بیٹی نے اپنے باپ پر تشدد ہوتے دیکھا تو اُٹھ کھڑی ہوئی۔ بیٹی نے اپنے شوہر اور ساس سسر سے کہا کہ وہ اپنے والد کے ساتھ جا رہی ہے اور نہ صرف وہ خود بلکہ اس کے بچے بھی اسلام قبول

Scanned with CamScanner

کریں گے۔ بعد میں اس نے دونوں بچوں کو اپنے ساتھ لیا اور اپنے میکے آ گئی۔ جب محمد اصغر کی اہلیہ اور دیگر بچوں نے اپنے والد اور بڑی بہن کو گھر آتے دیکھا تو وہ بھی بے خوف ہو گئے اور اِس طرح 9 افراد پر مشتمل گھرانے نے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

معلوم ہوا ہے کہ اس خاندان نے ضلع بدین کے علاقے گولارچی کی جامع مسجد کے خطیب کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا ہے۔ اس موقع پر مقامی مسلمانوں کی بڑی تعداد مسجد میں پہنچ گئی اور ان تمام افراد نے نومسلم خاندان کو مبارک باد پیش کرنے کے علاوہ ہر قسم کا تحفظ فراہم کرنے کی یقین دہانی بھی کرائی۔

گزشتہ ایک برس کے دوران اندرون سندھ میں 100 سے زائد قادیانی افراد نے اسلام قبول کیا ہے جن کا تعلق گولارچی، کھٹارو اور چانڈیو گوٹھ سمیت دیگر علاقوں سے ہے۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ گولارچی اور اس کے اطراف کے چند علاقوں کو عرصہ دراز سے قادیانیت کے حوالے سے مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ 1905ء میں مرزا غلام قادیانی نے یہاں مسلمانوں کو مرتد کرنا شروع کیا تھا۔ کھٹارو میں واقع چانڈیو گوٹھ کا ایک بااثر وڈیرہ مہراب خان گورگیج 1905ء میں قادیانی بن گیا تھا۔ اس وڈیرے کے اثر ورسوخ کی وجہ سے سینکڑوں مسلمان مرتد ہوئے۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے اس وڈیرے کو انتقال سے پہلے ہدایت بخشی اور اس نے 2008ء میں دوبارہ اسلام قبول کر لیا۔ مہراب خان گورگیج کا انتقال 2010ء میں 125 برس کی عمر میں ہوا۔

علمائے کرام کی کوششوں کے نتیجے میں مہراب خان کے قبول اسلام کے بعد چانڈیو گوٹھ کے درجنوں قادیانی قادیانیت سے تائب ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔

اندرون سندھ میں موجود اہم ذرائع کا کہنا ہے کہ گولارچی اور اطراف کے علاقوں میں رہنے والے قادیانی مالی طور پر انتہائی مستحکم ہیں اور سادہ لوح مسلمانوں کو بہکا کر قادیانی بنانے کی کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ اہم ذرائع کا یہ بھی کہنا ہے کہ ان علاقوں میں مقیم سینکڑوں قادیانی ہالینڈ اور آسٹریلیا منتقل ہو رہے ہیں اور وہاں موجود قادیانی لابی انہیں ان ممالک کی شہریت بھی دلوا رہی ہے۔ اس لئے ان کی کوشش ہوتی ہے کہ

بیرون ممالک کی شہریت کا لالچ دے کر مسلمان نوجوانوں کو بھی قادیانیت کی جانب راغب کریں۔

اہم ذرائع کا کہنا ہے کہ اس وقت اندرون سندھ کے جن علاقوں میں قادیانی لابی کا خفیہ نیٹ ورک موجود ہے، ان میں گولارچی، احمد آباد، چک نمبر 5 پڑیو گوٹھ، ننگر پارکر اور مٹھی سمیت کئی دیگر علاقے شامل ہیں۔ بدین کے ملحقہ علاقوں میں بھی اس لابی نے خفیہ ٹھکانے قائم کر رکھے ہیں جنہیں امیر قادیانی افراد بھاری فنڈ فراہم کر رہے ہیں۔

دوسری جانب اہم ذرائع کا یہ بھی کہنا ہے کہ مقامی علماء کرام کی کوششوں کے نتیجے میں کئی قادیانی اسلام کر چکے ہیں اور اس رجحان میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے جس سے خوفزدہ ہو کر قادیانی لابی نے کئی علاقوں میں فلاحی سرگرمیوں کی آڑ میں نومسلموں کو مرتد بنانے کا کام شروع کر دیا ہے۔ اس لابی کا کئی غیر ملکی این جی اوز سے الحاق ہے اور اس سلسلے میں انہیں فنڈز بھی فراہم کئے جا رہے ہیں۔

قادیانی نیٹ ورک نے مٹھی اور ننگر پارکر میں دو چھوٹے اسپتال بھی قائم کر رکھے ہیں، جہاں پر غریب و نادار افراد کو علاج معالجے کی سہولیات فراہم کرنے کی آڑ میں انہیں قادیانیت کی جانب راغب کرنے کی کوشش کی جا رہی ہیں۔

کچھ عرصہ قبل تک گولارچی کے قریب احمد آباد میں قائم قادیانیوں کے ایک بڑے مرکز میں قادیانیت کی تبلیغ کا کام عروج پر تھا۔ تاہم علمائے کرام کے احتجاج کے نتیجے میں پولیس نے اس مرکز کو سیل کر دیا ہے، لیکن قادیانی لابی نے اب اپنی سرگرمیوں کو خفیہ انداز میں شروع کر دیا ہے۔ قادیانیوں نے اندرون سندھ کے چھوٹے اور پسماندہ دیہات میں غیر محسوس انداز سے چھوٹے مراکز قائم کر لئے ہیں جبکہ ہندوؤں اور عیسائی برادری میں اسلام قبول کرنے کے بڑھتے ہوئے رجحان کو دیکھ کر قادیانی لابی نے کئی ایسی کوششیں کی ہیں کہ انہیں مسلمان بننے کے بجائے قادیانی بنا دیا جائے۔

Scanned with CamScanner

قطعۂ تاریخ شہادت

عاشق رسول ﷺ غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ

سید محمود مہجور
عارف محمود مہجور رضوی

﴿شہادت عالی منزلت﴾

1348ھ

﴿فردوس والا غازی علم دین شہید﴾

1929ء

نبی☆ کی آن پر مٹنا ہے منشا دین و ایمان کا
یہی سرِّ حقیقت ہے یہی راہِ ہدایت ہے

بڑا ہی مرتبہ ہے دوستو اُس بندۂ حق کا
میسّر آگیا جس کو تقاضائے مشیت ہے

فدائے ساقیٔ کوثر☆ غلامِ خواجۂ گیہاں☆
کسے معلوم ہے یہ جو بھی اس میں تیری عظمت ہے

دل و جاں کر دیئے ناموسِ احمد☆ پر فِدا تُو نے
نہیں ہر ایک کے حصے میں آسکتی یہ ثروت ہے

مراتب مل گئے دونوں تجھے یکتائی کی صورت
بنا غازی، ملی تجھ کو شہادت کی سعادت ہے

کرے گا کیا بھلا کوئی جہاں میں ہمسری تیری
یہ اپنا اپنا جذبہ ہے یہ اپنی اپنی قسمت ہے

ہوا ہے قابلِ تقلید غازی رہتی دُنیا تک
نمونہ اہل ایماں کے لئے تیری شہادت ہے

خدایا رحمتیں نازل تُو فرما بے بہا اس پر
یہ فخرِ دین و ملت عاشقِ آقا☆ کی تُربت ہے

ندا اُس کی شہادت پر مجھے مہجور آئی یہ
کہو "جنت مکاں پروانۂ شمعِ رسالت" ہے

1929ء

☆ صلی اللہ علیہ وسلم

کاتب وحی سیدنا امیر معاویہ

نباض قوم مولانا
مفتی الحاج
ابوداؤد محمد صادق
قادری رضوی

بعض نام نہاد سُنی پیر، مولوی اور سید کہلانے والوں کے لیے لمحہ فکریہ اور دعوتِ قبولِ حق

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حاملانِ دین متین ہیں، پیارے محمد رسول اللہ ﷺ کی تمام تعلیمات مقدسہ صحابہ ہی کے واسطہ سے اُمت تک پہنچی ہیں۔ اس لئے صحابہ کرام پر طعن درحقیقت نفس دین پر طعن ہے۔ (الیواقیت) حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے جس نے صحابہ کرام کی توقیر و عزت نہیں کی وہ رسول ﷺ پر ایمان ہی نہیں لایا۔ تمام صحابہ بالاتفاق عادل ہیں۔ صاحب خیر و ہدایت کے ستارے ہیں۔ جو کسی ایک صحابی کی بھی تنقیص کرے وہ سنت و سلف صالح کا مخالف، مردود العمل اور مبتدع ہے۔ صحابہ کی تنقیص حرام اور تنقیص کرنے والا ملعون ہے۔ (شفاء)

غرضیکہ صحابہ کی عظمت و بزرگی بالکل مسلم ہے لیکن افسوس بعض ظالم لوگ آئے دن صحابہ کے متعلق گمراہ کن باتیں کہتے ہیں اور اِن برگزیدہ ہستیوں پر ناحق طعن و تشنیع کرتے ہیں۔ خواہ مخواہ ان حضرات کے معاملہ میں دخل دیتے ہیں اور خصوصاً جلیل القدر صحابی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر نہایت بے باکی و گستاخی کے ساتھ تنقید و نکتہ چینی کرتے ہیں۔

نصوص شرعیہ کے سامنے ناقابل قبول اور اِدھر اُدھر کی بے بنیاد باتیں لے کر بعض ایسے الزامات بھی عائد کرتے ہیں جو صحابی تو صحابی ایک عامی مسلمان کی شان کے بھی خلاف ہیں۔ ایسے گستاخوں کو آج کوئی منہ میں لگام دینے والا ہی نہیں۔ ان شاء اللہ کل قیامت کو ضرور اس ناپاک جرم کی سزا مل جائے گی۔ ہم اپنی نیازمندی سے آج سرکار امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جلالت شان کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔

● آپ کی صحابیت:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جلیل القدر، رفیع الشان صحابی بلکہ صحابی ابن صحابی ہیں کیونکہ آپ کے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے۔ نیز آپ کی والدہ ہندہ رضی اللہ عنہا بھی صحابیہ ہیں۔ آپ تینوں ایامِ فتح مکہ میں خدا کے پیارے رسول علیہ السلام سے بیعت اور آپ کے نورانی ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ زہے نصیب آپ کے!

بہرحال جب آپ کی صحابیت ایک تسلیم شدہ ناقابل تردید حقیقت ہے تو یقین جانئے! کہ صحابہ کرام کی شان و فضائل، احترام و محبت کے بارے میں جو متعدد آیاتِ قرآنیہ اور بہت سی احادیث نبویہ وارد ہیں۔ لاریب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ان میں داخل ہیں۔

نیز یاد رکھئے اگر کوئی شخص سب صحابہ کے ساتھ اپنی نیاز مندی کا اظہار کرے اور آپ (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) سے دشمنی رکھے تو سمجھ لیجئے کہ وہ بھی پورا پورا بدنصیب گمراہ ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ کسی بھی صحابی پر تنقید و نکتہ چینی کرتے ہوئے زبان طعن دراز کرنا ہرگز روا نہیں بلکہ سخت قسم کا جرم ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ﴿اذا ذکر اصحابی فامسکوا﴾ جب میرے صحابہ کا ذکر ہو، تو خاموش ہو جاؤ۔ (شفاء)

لہٰذا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ و دیگر تمام صحابہ کرام کے بارے میں کسی کو بھی مجال دم زدن نہیں۔

● فقیہ و مجتہد:

بخاری شریف میں سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی زبانی آپ کا فقیہ و مجتہد ہونا ثابت ہے۔ حضرت ابن عباس آپ کی صحابیت فقاہت اور اجتہاد کی شہادت دیتے ہیں۔ ذرا علماء سے دریافت فرمائیے۔ فقیہ و مجتہد کی کتنی بڑی شان ہے؟ پھر جو فقیہ و مجتہد بھی ہوں، جلیل القدر صحابی بھی ہوں، ان کی شان کا کیا کہنا۔

Scanned with CamScanner

● علم وحلم:

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے یہ دعا فرماتے ہوئے سنا ﴿اللھم علمہ الکتاب والحسنات وقعہ العذاب وسکن لہ فی البلاد﴾ یعنی اے اللہ معاویہ کو کتاب اور حساب سکھا۔ عذاب سے بچا اور شہروں میں قابو دے۔
(مسند احمد / تاریخ الخلفاء / سیرت حلبی)

نیز ایک دن سرورِ عالم ﷺ خود سوار تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی حضور نے اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ پھر فرمایا (اے معاویہ!) تیرے بدن کا کون سا حصہ میرے قریب ہے؟ آپ نے عرض کیا حضور میرا پیٹ۔ سرکار ﷺ نے فرمایا ﴿اللھم املاہ حلماً وعلما﴾ اے اللہ معاویہ کے پیٹ کو حلم اور علم کے ساتھ بھردے۔ (انسان العیون)

ماشاء اللہ دربارِ رسالت سے آپ کو کیسی کیسی ڈگریاں مل رہی ہیں۔ یہی برکت تھی کہ آپ علم و دانائی، تدبر و بردباری میں بہت زیادہ مشہور زمانہ تھے۔ آپ کا حلم ضرب المثل تھا۔ چنانچہ ابن ابی الدنیا اور ابوبکر بن ابی عاصم نے آپ کے حلم پر مستقل کتاب تصنیف کی۔

● سند ہدایت:

حضرت عبدالرحمٰن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا ﴿اللھم اجعلہ ھادیا مھدیا واھد بہ وفی روایۃ ولا تعذبہ﴾ یعنی اے اللہ معاویہ کو ہدایت کرنے والا، ہدایت پانے والا بنا دے اور اس کے ساتھ (لوگوں) کو ہدایت دے اور عذاب نہ فرما۔ (مشکوٰۃ / سیرت حلبیہ وغیرہ) جن کے لئے حبیب خدا ﷺ ہدایت کی ایسی جامع دعا فرمادیں جو ہدایت میں ایسے کامل و اکمل ہوں، ان کے متعلق بدگمانی کرنا، علم و ہدایت کی ایسی عظیم الشان سندیں رکھنے والے پر اعتراض کرنا پرلے درجہ کی بدنصیبی، جہالت و ضلالت نہیں تو اور کیا ہے؟

Scanned with CamScanner

● امین و رازدار:

وحی الٰہی لکھنے والے صحابہ کرام کی فہرست میں بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی چمک رہا ہے۔آپ بھی کتابتِ وحی کی خدمت پر مامور تھے۔دربارِ رسالت میں ایسے اہم عہدہ پر فائز ہونا' شہنشاہ کونین ﷺ کا کاتب بننا آپ کی شانِ عدالت وامانت پر کتنی زبردست دلیل ہے۔کیوں نہ ہو' حضور ﷺ نے فرمایا ہر نبی کا کوئی رازدار ہوتا ہے اور میرے رازدار معاویہ ہیں۔جس نے ان سے محبت کی' اُس نے نجات پائی۔جس نے دشمنی کی وہ ہلاک ہوا۔(نزہۃ مختصراً)

کتابت کے علاوہ آپ نے نبی ﷺ سے ایک سو تریسٹھ احادیث بھی روایت کی ہیں۔(تاریخ الخلفاء) کتاب وسنت کی ایسی خدمات و تبلیغ کرنے والی ہستی پر کیچڑ اُچھالنے کی ناپاک کوشش کتاب وسنت کے ساتھ دشمنی کرنے کے مترادف ہے۔

● رشتہ داری:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی ہونے کے علاوہ حضور ﷺ سے ایک اور خاص تعلق رکھتے ہیں وہ یہ کہ رشتہ کے لحاظ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ' حضور ﷺ کے ''برادرِ نسبتی'' تھے۔آپ کی ہمشیرہ سیدہ اُم المومنین اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی زوجیت میں تھیں اور سرورِ عالم نے اپنے اصہار واختان (رشتہ دار صحابہ) کی تعظیم وتوقیر اور ان کے حقوق کی رعایت کرنے کی خصوصیت سے تاکید کی۔

فرمایا:''اے لوگو! میرے اصحاب میرے اصہار واختان (رشتہ دار صحابہ) کے متعلق میرے حق کی حفاظت کرو۔ان میں سے کوئی ان کی شان میں بے ادبی کرنے کی وجہ سے اپنے حق کا مطالبہ نہ کرنے۔اس لئے کہ یہ (صحابہ کی شان میں بے ادبی) ایسا گناہ ہے جو روزِ قیامت بخشا نہ جائے گا''۔

(شفاء شریف)

معلوم ہوا کہ سیدنا امیر معاویہ ودیگر رشتہ دار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شان میں بے ادبی کرنے والا شخص' نبی کریم ﷺ سے ان کا دوہرا تعلق ہونے کی وجہ سے ڈبل مجرم ہے۔

● امارت وخلافت:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے (ابتلاءِ عمل) امارت وحکومت کی اس وقت سے اُمید تھی، جس وقت حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ "اے معاویہ! اگر تجھے امیر بنایا جائے تو تقویٰ وعدل اختیار کرنا"۔ (مشکوٰۃ) چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں ملک شام میں آپ کا تقرر کر دیا، پھر حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کو قائم رکھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بھی آپ تمام ملکِ شام پر حاکم رہے۔ ہر سہ خلفاء کے دور میں ان کی مرضی سے آپ کا اتنے بڑے منصب پر قائم رہنا، آپ کے عدل واتقاء، حسن تدبر، اعلیٰ قابلیت، بہترین صفات کی روشن دلیل ہے۔ (رضی اللہ عنہم)

ایک روایت میں ہے کہ "اس اُمت میں جتنی مدت حضرت معاویہ کی حکومت رہے گی، اتنی مدت کسی کی حکومت نہ ہوگی" چنانچہ خلافت صدیقی سے لے کر سرکارِ امام حسن رضی اللہ عنہ سے صلح ہونے تک آپ کی حکومت کا زمانہ تیس برس کے قریب جا پہنچتا ہے اور صلح ہونے پر جب آپ بالاتفاق خلیفہ تسلیم کر لئے گئے تو اس کے بعد سے آپ رضی اللہ عنہ وقت انتقال تک تخت خلافت پر متمکن رہے۔ یہ مدت بیس سال ہوتی ہے۔

آپ کے سایہ میں اسلامی حکومت بڑی طاقتور اور مضبوط تھی۔ آپ نے اسلامی حکومت کو نہایت شان وشوکت سے بہترین طریقہ پر چلایا۔ کسی دشمن اسلام کو اس حکومت کی طرف ٹیڑھی نگاہ سے دیکھنے کی بھی جرأت نہ ہو سکی بلکہ کئی علاقے فتح ہو کر داخل مملکت ہوئے۔ اندرونی طور پر بھی آپ کی خلافت میں کوئی انتشار نہیں تھا اور کسی امیر یا عامل نے کسی جگہ پر بھی سر نہیں اُٹھایا تھا۔ آپ کی شان ورُعب و دبدبہ کا یہ عالم تھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ کی طرف دیکھ کر فرما رہے تھے کہ "امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عرب کے کسریٰ ہیں"۔ (تاریخ الخلفاء)

● شام:

خطۂ شام (جو کہ آپ کا دار الخلافہ تھا) کے لئے بھی حضور نبی کریم ﷺ نے خصوصی دعائیں فرمائیں،

وہاں کی خیر و برکت کا ذکر احادیث میں موجود ہے۔ نیز تورات مقدس میں نبی آخر الزماں کے اوصاف میں یہ بھی فرمایا گیا کہ ﴿مولده بمكة و مهاجره طيبه وملكه بالشام﴾ (مشکوٰۃ) یعنی وہ نبی مکہ میں پیدا ہوگا۔ مدینہ کو ہجرت فرمائے گا اور اس کی سلطنت شام میں ہوگی۔ یوں تو تاجدارِ مدینہ ﷺ شہنشاہِ ارض وسماء ہیں مگر یہاں خصوصیت سے سلطنت شام کا ذکر ہوا۔ اب دیکھئے عالم ظاہر میں اس سلطنت کو چلانے کے لئے قدرت نے سرکارِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتخاب فرمایا اور آپ نے طویل مدت تک شام میں سلطنت محمدی کا پرچم لہرایا۔

ایک حدیث شریف میں فرمایا گیا ﴿الخلافة بالمدينه والملك بالشام﴾ (مشکوٰۃ) خلافت مدینہ میں اور بادشاہی شام میں ہوگی۔ شام چونکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حصے میں آیا اس لئے آپ کو اوّل ملوک اسلام (اسلام میں پہلا بادشاہ) بھی کہا جاتا ہے۔ یہ سب برکات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر نبی پاک ﷺ کی نظر کرم اور آپ کی دعاؤں کا نتیجہ ہیں۔

● سمندری جہاد:

آپ کے عہد میں اسلامی خدمات وفتوحات کے سلسلہ میں یہ بات خاص طور پر قابل ذکر اور آپ کے دینی جذبہ وایمانی ذوق کا بہترین ثبوت ہے کہ ''سمندری جہاد'' یعنی سمندر پر سوار ہو کر جہاد کرنے کا سلسلہ آپ ہی نے شروع فرمایا۔ یہ ایسا مبارک کارنامہ ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ کو اس کا منظر پہلے ہی دکھا دیا گیا تھا اور سرکار نے بڑی مسرت کا اظہار فرمایا تھا۔

چنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ ''حضرت انس اپنی خالہ اُم حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ایک دن نبی کریم ﷺ سو گئے پھر تبسم فرماتے ہوئے بیدار ہوئے۔ میں نے عرض کی حضور مسکرانے کا کیا سبب ہے؟ آپ نے فرمایا میری اُمت کے لوگ مجھ پر پیش کئے گئے جو جہاد کے لئے اس بحر اخضر پر سوار ہیں جیسے بادشاہ تختوں پر! میں نے کہا حضور دعا فرمائیے اللہ مجھے بھی ان میں کرے۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی اور پھر سو گئے پھر ہنستے ہوئے اُٹھے اور جو پہلے کہا تھا وہی فرمایا۔ میں نے پھر دعا

کے لئے عرض کیا تو حضور نے فرمایا تو پہلوں میں سے ہے۔ چنانچہ جب ﴿اول ما رکب المسلمون البحر مع معاویہ﴾ پہلی بار مسلمان حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ سمندر میں سوار ہوئے تو حضرت اُم حرام بھی اپنے خاوند کے ساتھ اس لشکر میں شامل تھیں اور واپسی پر حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے انہیں شہادت نصیب ہوئی۔

اس حدیث شریف میں اس ہونے والے مبارک واقعہ کا دکھایا جانا' حضور کا تبسم فرمانا' لشکر معاویہ کو بادشاہوں کی طرح فرمانا اور سرکار ﷺ کی دعائے مستجاب کے مطابق حضرت اُم حرام کا اسی لشکر میں ہونا اور شہادت پانا یہ سب باتیں اس لشکر کی شان و بلندئ درجات' حضور کی خوشنودی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عظیم الشان کارنامہ کی قبولیت کی روشن دلیلیں ہیں۔

سمندری جہاد کا سہرا حضرت معاویہ کے سر اقدس پر ہے بلکہ ایک دوسری روایت میں حضرت اُم حرام سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''میری اُمت کا اوّل لشکر جو سمندر پر جہاد کرے گا' انہوں نے اپنے لئے جنت واجب کر لی ہے''۔ (بخاری شریف)

غور فرمایئے! خدا تعالیٰ کے دین کو پھیلانے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے اسلام کی اشاعت میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا کتنا اہم حصہ ہے اور آپ نے کتنے دارالکفر' دارالسلام بنائے اور کتنے لوگ حضور ﷺ کی برکت سے ایمان سے مشرف ہوئے۔

● محبوبیت:

سیدہ اُم المومنین اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا ایک مرتبہ اپنے بھائی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا سرِ مبارک اپنی گود میں رکھ کر چوم رہی تھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے اس طرح دیکھ کر حضرت اُم المومنین کو فرمایا کیا تمہیں معاویہ سے محبت ہے؟ اُم المومنین نے عرض کیا حضور یہ تو میرے بھائی ہیں' مجھے ان سے کیسے محبت نہ ہو؟ اس پر سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا ﴿ان اللہ و رسولہ یحبانہ﴾ یعنی اللہ و رسول کو بھی معاویہ سے محبت ہے۔ (تطہیر)

جو خدا اور رسول کے محبوب ہوں' ان کی شان سبحان اللہ! کسی کی بکواس سے ان کا کیا بگڑ سکتا ہے؟

● **عقیدت ومحبت:**

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی نبی پاک ﷺ سے بہت ہی محبت تھی۔ مختلف صحابہ کرام سے بھی حضور کی احادیث معلوم کرتے رہتے تھے اور حضور کے ارشادات وسنن کے مطابق عمل کرتے تھے۔ کتابوں میں اس کی خصوصی مثالیں موجود ہیں۔ نیز آپ کے پاس نبی کریم ﷺ کے بہت سے تبرکات (قمیص، تہبند، چادر، ناخن مبارک، بال شریف) تھے۔

حضرت کعب ابن زہیر صحابی رضی اللہ عنہ کو دربارِ رسالت سے ایک چادر شریف عنایت ہوئی تھی۔ ان کے وصال کے بعد ان کی اولاد سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی وہ چادر شریف بیس ہزار یا چالیس ہزار درہم کے بدلے حاصل کی۔

یہ کتنی عقیدت کی بات ہے۔ آپ ان تبرکات کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے اور اپنے آخری وقت سب چیزوں سے زیادہ پیارے تبرکات شریفہ ہی کے متعلق وصیت کی اور فرمایا مرنے کے بعد مجھے حضور ﷺ کی قمیص پہنا کر، تہبند باندھ کر، چادر شریف میں لپیٹ کر حضور ﷺ کے موئے مبارک اور ناخن شریف میرے منہ، آنکھوں نتھنوں پر رکھ دیئے جائیں اور مجھے ارحم الراحمین کے رحم پر چھوڑ دیا جائے۔ (اکمال وغیرہ)

سبحان اللہ! حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کیسے پیارے انداز میں کتنے بہترین سامان کے ساتھ سفر آخرت اختیار فرما رہے ہیں۔ آخرت کی کامیابی اور مغفرت وبخشش میں کیا شک ہو سکتا ہے؟

● **بشارتِ جنت:**

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ نے اپنی درمیان والی انگلی اور اس کے ساتھ والی کو ملا کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا "اے معاویہ! تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں۔ پھر دونوں انگلیوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا میں اور تُو جنت کے دروازے پر اسی طرح ہوں گے"۔ (سیرت حلبیہ)

حضرت عوف ابن مالک رضی اللہ عنہ جامع مسجد اریحا میں قیلولہ فرما رہے تھے۔ اُٹھے تو ایک شیر کو اپنی طرف

آتے دیکھا اور اسے مارنے کے لئے ہتھیار اُٹھایا تو شیر نے کہا ٹھہر جاؤ۔ آپ نے کہا تجھے کس نے بھیجا ہے؟ شیر نے کہا ﴿اللہ ارسلنی الیک لتعلم معاویہ انہ من اھل الجنۃ﴾ مجھے اللہ نے بھیجا ہے تا کہ تو جان لے کہ بے شک معاویہ رضی اللہ عنہ اہل جنت میں سے ہیں۔ (تطہیر الجنان)

اس بلند مرتبہ پر قربان جائیں کہ اللہ تعالیٰ اور رسول پاک ﷺ کی طرف سے سرکار معاویہ رضی اللہ عنہ کے جنتی ہونے کا اعلان کس اہتمام کے ساتھ فرمایا جا رہا ہے۔

● سلف صالحین کے ارشادات:

حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک سے پوچھا گیا کہ اے ابو عبدالرحمٰن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ میں سے کون افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا ”اللہ کی قسم یقیناً وہ غبار جو جہاد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہوا وہ غبار حضرت عمر بن عبدالعزیز سے ہزار درجہ بہتر ہے“۔ (تطہیر الجنان)

اللہ اللہ! جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اتنی دُور کی نسبت رکھنے والا غبار دنیائے اسلام کی مایۂ ناز شخصیت، امام عادل، ولی کامل، جلیل القدر تابعی، خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے ہزار درجہ بہتر ہے تو خود سرکارِ معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی کی بہتری و برتری، عظمت و جلالت شان کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔

اس لئے آپ کی شان میں طعن کرنے والے کے متعلق کہا گیا ہے: ”جو شخص امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں طعن کرتا ہے تو ایسا شخص دوزخ کے کتوں میں سے ایک کتا ہے۔ (نسیم الریاض)

اور ایک شخص نے جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہے تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اس کو دُرّے لگوائے۔ (تاریخ الخلفاء)

اسی طرح حضرت معافی بن عمران رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی نسبت سے رتبہ دریافت کیا تو آپ ناراض ہوئے اور فرمایا نبی کریم ﷺ کے صحابہ پر

کسی کو بھی قیاس نہیں کیا جا سکتا اور حضرت معاویہ تو حضور ﷺ کے صحابی' آپ کے برادر نسبتی' کاتب اور وحی خدا پر امین ہیں۔ (شفاء شریف)

حضرت عمر بن عبد العزیز خود فرماتے تھے کہ جناب معاویہ رضی اللہ عنہ نے رسول خدا ﷺ کی معیت میں جو جہاد کیا ہے اس جہاد کا غبار عمر بن عبد العزیز اور اس کی آل سے بہتر ہے۔ (نسیم الریاض) اور کیوں نہ ہو؟ ذرا دیکھئے تو سہی' امام الانبیاء شب اسریٰ کے دولہا ﷺ کے پیچھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے ہیں اور حضور قومہ میں فرماتے ہیں ﴿سمع الله لمن حمده﴾ "اے ہمارے رب تیرے ہی لئے حمد ہے"۔ (تطہیر الجنان) یہ پیاری کیفیت اور نورانی منظر ذہن میں ہو تو پھر سرکار معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان کا پتہ چلتا ہے۔

● علماء اعلام کی تصانیف:

یہاں تک جو کچھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات پاک اور سیرت مبارک کے متعلق لکھا گیا ہے۔ اس سے آپ کی قدر و منزلت اور جلالت شان پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ الحمد للہ رب العالمین حضرات علماء سلف و خلف نے اپنی اپنی بہت سی تصانیف میں اس سے بھی زیادہ وضاحت کے ساتھ آپ کا ذکر فرمایا ہے اور آپ پر طعن کرنے والوں کا ردّ بلیغ کیا ہے۔ بعض علماء اعلام نے اس سلسلہ میں مستقل کتابیں اور رسائل تصنیف فرمائے ہیں۔

چنانچہ ● حضرت امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ☆تطہیر الجنان واللسان ● اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ☆البشریٰ العاجلہ من تحف آجلہ ☆الاحادیث الراویہ لمدح الامیر معاویہ ☆ عرش الاعزاز والاکرام الاول ملوک الاسلام ☆ ذب الاھواء الوھیہ فی باب الامیر معاویہ ● علامہ صاحب نبراس وشرح شرح عقائد نے ☆ ناہیہ عن ذم المعاویہ ● حضرت علامہ دیدار علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ☆تنویر العینین ● حضرت مولانا نبی بخش صاحب مرحوم نے ☆رسالہ النار الحامیہ لمن ذم المعاویہ تحریر فرمایا ہے۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ

● خلاصہ وعقیدہ:

بہرحال فقیر کے اس مضمون کا خلاصہ اور ہمارا اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت ابوعبدالرحمٰن سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم، رسول محترم ﷺ کے جلیل القدر صحابی، آپ کے جانثار و سچے غلام، فقیہ و مجتہد، کاتب وحی، اللہ و رسول کے محبوب، قطعی جنتی، عذاب سے بالکل محفوظ اور سنہری خدمات والے ہیں۔

باقی صحابہ کی طرح ان کا بھی جب ذکر کیا جائے تو خیر ہی کے ساتھ ہونا فرض ہے۔ ان کے ساتھ سوء عقیدت بدمذہبی وگمراہی، استحقاق جہنم ہے کہ وہ حضور اقدس ﷺ کے ساتھ بغض ہے۔ ان کی کسی بات پر گرفت اللہ و رسول کے خلاف اور حرام ہے۔ ان کی شان میں بے ادبی، گستاخی تبرا ہے اور ایسا شخص رافضی ہے اگرچہ چاروں خلفاء کو مانے اور اپنے آپ کو سنی کہے۔ (کتب عقائد)

● سرکار علی رضی اللہ عنہ و حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ:

یقیناً حضرت امیر المومنین حیدرِ کرار مولائے علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کا مقام ہر طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بہت بلند پایہ ہے لیکن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی بہرحال رسول اللہ ﷺ کے ایک جلیل القدر صحابی ہیں جیسا کہ معلوم ہو چکا۔ ان کے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جو اختلافات ہوئے وہ حاشا وکلا کسی ذاتی دشمنی، دنیوی غرض پر ہرگز مبنی نہ تھے۔ (اور صحابہ کی شان ایسی باتوں سے بہت بلند و بالا ہے) وہ اختلافات اپنی دینی سمجھ کے مطابق، نیک نیتی وخلوص پر مبنی ''اجتہادی'' اختلاف تھے اور وہ حضرات اپنے اپنے اجتہادات کے مطابق رضاء الٰہی واطاعت خداوندی میں کوشاں تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اگرچہ حق وصواب پر اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خطاء اجتہادی پر تھے مگر کسی کو ان پر طعن کرنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا کیونکہ مجتہد سے اگر خطا ہو جائے تو پھر بھی بحکم شریعت وہ اجر وثواب کا مستحق ہوتا ہے اور اس میں گناہ کی کوئی بات ہی نہیں۔

کیا حکمرانوں کی اصلاحِ احوال تعزیری جرم ہے؟ عذابِ الٰہی سے ڈرانے کے مجرم.....!

ابو اسامہ محمد احمد ترازی

گزشتہ دنوں نوابشاہ سے تعلق رکھنے والے تین افراد مولانا عبدالقدیر ڈیپر، عبدالوہاب بروہی اور عزیز احمد بھٹی کو صدر آصف زرداری کو اصلاحی خط بھیجنے کے الزام میں گرفتار کر کے مقدمہ درج کیا گیا۔ ملزمان نے خط میں لکھا تھا کہ ''وہ خدا کے عذاب سے ڈریں۔'' پولیس کا کہنا ہے کہ ایوان صدر نے شکایت کی تھی کہ صدر کو دھمکی آمیز خط لکھا گیا ہے۔ جس پر کاروائی کی گئی ہے۔ باخبر ذرائع کے مطابق، نوابشاہ ایئرپورٹ پولیس نے صدر آصف علی زرداری کو دھمکی آمیز خط بھیجنے کے الزام میں مولانا عبدالقدیر ڈیپر، عبدالوہاب بروہی اور عزیز احمد بھٹی کو گرفتار کر کے ان کے خلاف ایف آئی آر نمبر 111/2012 زیر دفعہ 124 پی پی سی۔ 501 کے تحت مقدمہ درج کرلیا اور تفتیش کے بعد ملزمان کو جیل بھیج دیا۔ پولیس کے مطابق مذکورہ ملزمان نے ایک مدرسے کے لیٹر پیڈ پر دھمکی آمیز خط بھیجا تھا جو بعد ازاں ایوان صدر سے تحقیقات کیلئے ڈی آئی جی حیدر آباد کے ذریعے نواب شاہ پولیس کو ملا اور پولیس نے تفتیش کے بعد مذکورہ ملزمان کو گرفتار کرلیا۔ پولیس کے مطابق مولانا عبدالقدیر ڈیپر اور عبدالوہاب بروہی اسکول ٹیچر ہیں جبکہ عزیز احمد بھٹی چھاپہ خانے پر کام کرتا ہے۔ اس سلسلے میں ایس ایچ او ایئرپورٹ تھانہ اشرف میمن کا کہنا ہے کہ دھمکی آمیز خط 20 اپریل کو لکھا گیا تھا، جس پر لکھی تحریر کی تصدیق کیلئے ماہرین سے بھی مدد لی جارہی ہے۔ گرفتار ملزمان کا کہنا ہے کہ انہوں نے دھمکی آمیز خط نہیں لکھا بلکہ اصلاحی خط لکھا تھا جس میں صدر کو نصیحت کی گئی تھی۔ قارئین محترم! یہ ہے وہ خبر ہے جو اس مضمون کی وجہ تحریر بنی۔

سیّدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت کی بات ہے کہ ایک رات مدینہ منورہ کی ایک تاریک گلی میں دو دوست آپس میں باتیں کرتے ہوئے جارہے تھے، ایک نے دوسرے سے کہا میں سمجھتا ہوں خلیفۃ المسلمین نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سپہ سالاری سے معزول کر کے اچھا نہیں کیا۔ دوسرے دوست نے پہلے کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے جواب دیا ہاں' میرا بھی یہی خیال ہے۔ انہیں معلوم نہیں تھا کہ اِن کے پیچھے سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی آرہے ہیں۔ آپ نے دونوں دوستوں کی باتیں سن لیں اور آواز بدل کر اُن سے پوچھا، تو پھر تمہارے خیال میں اب عمر کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے؟ دونوں دوستوں نے بلا توقف

جواب دیا، عمر رضی اللہ عنہ سے کیا سلوک کرنا؟ کیا مطلب؟ ارے بھائی! وہ امیرالمومنین ہیں۔ ہم بات تو اُنہیں کی مانیں گے۔ یہ تو ہماری ذاتی رائے ہے۔ یہ سن کر سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے، اپنا تعارف کروایا اور اُن سے کہا، میں اللہ ربّ العزت کا شکر ادا کرتا ہوں، جس نے مجھے تم جیسے ساتھی عطا کیے۔ نیز فرمایا "جب تک تم جیسے لوگ موجود ہیں مسلمان شکست نہیں کھا سکتے۔"

تاریخ بتاتی ہے کہ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو رومیوں سے جنگ کے موقع پر عین اُس وقت فوج کی سپہ سالاری سے معزول کر دیا جب آپ میدانِ جنگ میں دشمنان اسلام سے برسرپیکار تھے۔ اُس وقت آپ کی شہرت بام عروج پر تھی، آپ ہر معرکے میں کامیابی و کامرانی کے جھنڈے گاڑھتے چلے جا رہے تھے۔ اُن کی اِس کامیابی کو دیکھ کر عوام الناس میں یہ تاثر قوی ہوتا جا رہا تھا کہ ہر معرکے میں مسلمانوں کو کامیابی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی وجہ سے حاصل ہو رہی ہے، چنانچہ اِس خیال کو رد اور اِس تاثر کو زائل کرنے اور اِس بات کو ثابت کرنے کیلئے کہ کامیابی و کامرانی عطا کرنے والی ذات صرف اور صرف اللہ ربّ العزت کی ہے۔ اُسی کی مدد و نصرت فتح و کامیابی کا موجب بنتی ہے۔ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو فوج کی سپہ سالاری سے معزول کر کے لشکر اسلام کی قیادت حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو سونپ دی اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ان کا نائب بنا دیا تھا۔ اس وجہ سے آپ کے اِس فیصلے پر عوام میں اختلاف رائے پایا گیا مگر اِس کے باوجود نہ صرف لوگوں نے بلکہ خود حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فیصلے پر عمل کر کے ثابت کر دیا کہ نیک و صالح حکمرانوں کے فیصلے اختلاف رائے رکھنے کے باوجود قابل عمل ہوتے ہیں اور اُن میں مملکت اور قوم کی بہتری کا راز پوشیدہ ہوتا ہے۔

یہ واقعہ ہمیں یہ بھی بتاتا ہے کہ مومنانہ بصیرت رکھنے والے حکمران اِس اختلاف رائے پر بُرا نہیں مانتے اور نہ اِسے اپنی عزتِ نفس، اَنا اور استحقاق کو مسئلہ بناتے ہیں بلکہ مثبت اختلاف رائے پر تعریف و تحسین فرماتے ہیں اور اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اُس نے اُن کی قوم میں ایسے جرأت مند اور بہادر لوگ پیدا کیے جو حاکم

Scanned with CamScanner

وقت کے سامنے کلمۂ حق کہنے اور اُسے احتساب کے کٹہرے میں کھڑا کرنے کی ہمت رکھتے تھے۔

ہماری تاریخ ایسے بے شمار واقعات سے مزین ہے۔ درحقیقت یہ اختلاف رائے کی وہ مثبت اور صحت مند صورت تھی جو معاشرے کو درست راہ پر گامزن رکھنے میں ایک اہم کردار ادا کرتی تھی اور حکمرانِ وقت کو اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی اور عوامی گرفت واحتساب کا احساس دلاتی رہتی تھی، مگر افسوس کہ آج اِس اسلامی وصف سے ہمارے حکمران عاری ہیں۔ حقیقت اور سچائی کے آئینے میں انہیں اپنا آپ اچھا نہیں لگتا۔ وہ اِس بات پر ناراض ہوجاتے ہیں کہ آپ کیوں اُن کی پالیسیوں پر حرف تنقید بلند کرتے ہیں؟ کیوں سیاسی، سماجی اور معاشرتی مسائل سامنے لاتے ہیں ؟ کیوں حکمران وقت کو اُن کی ذمہ داریوں کا احساس دلاتے ہیں؟ کیوں اصلاحِ احوال کے مشورے دیتے ہیں؟ یہ باتیں مزاجِ شاہی پر بہت ناگوار گزرتی ہیں، چنانچہ اِس کی روک تھام ہمارے سرکاری اداروں کی اوّلین ذمہ داری قرار پاتی ہے۔

ایسے میں نواب شاہ سے تعلق رکھنے والے مولانا عبدالقدیر ڈیپر، عبدالوہاب بروہی اور عزیز احمد بھٹی کی ہمت تو دیکھئے کہ انہوں نے جناب صدر کو خدا کے عذاب سے ڈرنے کی ''دھمکی'' دے ڈالی۔ اُن کا یہ جرم یقیناً لائق تعزیر ہے۔ وہ یہ بھول بیٹھے کہ وہ کسی خلیفہ راشد کے نہیں بلکہ زرداری دور میں جی رہے ہیں، جہاں ہر طرف مال ودَولت کی فراوانی ہے، عیش وعشرت کی حکمرانی ہے، امن وسکون اور سلامتی وخوشحالی کا دور دورہ ہے۔ دور دُور تک بھوک، غربت، افلاس اور بے روزگاری کا نام ونشان نہیں اور شیر وبکری ایک گھاٹ سے پانی پی رہے ہیں۔

بھلا ایسے تاریخ ساز سنہری دور میں ایک مولوی اور اُس کے چند ساتھیوں کی یہ جرأت کہ وہ صدر کو خدا کے عذاب سے ڈرانے جیسی سنگین دھمکی دے ڈالے۔ یہ تو جرم عظیم ہے، لہٰذا اِن حضرات کو ایوان صدر کی شکایت پر پولیس نے اصلاحی خط بھیجنے کے الزام میں مقدمہ درج کر کے جیل بھیج دیا ہے۔ گرفتار ملزمان کا کہنا ہے کہ انہوں نے دھمکی آمیز خط نہیں لکھا بلکہ اصلاحی خط لکھا تھا جس میں صدر کو نصیحت کی گئی تھی۔

ہمارا ماننا ہے کہ کسی نظام سے وابستہ رہتے ہوئے اُس سے اختلاف رکھنا یا اختلاف رکھتے ہوئے بھی

اُس سے وابستہ رہنا اور اُس کی تعمیر و ترقی میں اپنا کردار اَدا کرتے رہنا یقیناً ایک ایسی خوبصورت روایت ہے جو اسلامی معاشرے کا لازمی جز و رہی ہے جبکہ کسی سسٹم سے اختلاف کی اجازت نہ دینا یا اختلاف رائے رکھنے کو قابل تعزیر جرم سمجھنا فرعونیت اور چنگیزیت کی علامت ہے۔ جن قوموں، معاشروں اور اِداروں میں یہ بات رواج پا جائے، وہاں بدترین قسم کی منافقت جنم لیتی ہے جو غیبت اور چغلی سے ہوتی ہوئی حسد، کینے اور بغض و عناد کے رذیل درجے تک پہنچ کر ایسی سازشوں کو جنم دیتی ہے جس سے نہ صرف افراد کے کردار و عمل داغدار ہوتے ہیں بلکہ ادارے، معاشرے اور قومیں بھی رُو بہ زوال ہو کر انحطاط کا شکار ہو جاتی ہیں۔

یہی وہ نقصان تھا جس سے معاشرے اور افراد کو بچانے کے لیے پیغمبر انقلاب، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے نہ صرف اختلاف رائے کی اجازت دی بلکہ متعدد موقعوں پر بہ نفس نفیس خود اِس کی حوصلہ افزائی بھی فرمائی۔ تجربہ کہتا ہے کہ جس معاشرے میں عقل و رائے پر پہرے بٹھانے کی کوشش کی جاتی ہے وہاں تعمیر کے بجائے تخریب جنم لیتی ہے۔ اگر اظہارِ رائے کے مثبت راستے بند کر دیے جائیں گے تو پھر یہ منفی راہیں تلاش کرتی ہے۔ اِس لیے جو معاشرے، ادارے اور قومیں ترقی کی خواہاں ہوتی ہیں وہ ہمیشہ اختلاف رائے کی نہ صرف قدر کرتی ہیں بلکہ اِس کو پروان چڑھانے کی سعی بھی کرتی ہیں۔ اسلام میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے بعد صرف اور صرف پیغمبر اسلام ﷺ کی ذات مبارکہ ایسی ذات ہے جس کی غیر مشروط اطاعت کا حکم ملتا ہے۔ اب پیغمبر اسلام ﷺ کے حکم منشاء سمجھنے میں تو اختلاف ہو سکتا ہے لیکن آپ ﷺ کے حکم کی اطاعت میں کسی اختلاف و تاویل کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔

عزت، قدر و منزلت اور اِطاعت و محبت کے حوالے سے پیغمبر اسلام ﷺ کی ذات مبارکہ مسلم معاشرے میں ایک ایسا منفرد مقام رکھتی ہے کہ جس کا تقابل کسی بھی زمانے کے سیاسی قائد، لیڈر اور حکمران سے نہیں کیا جا سکتا مگر اِس اعلیٰ رُتبہ و مقام کے باوجود پیغمبر اسلام ﷺ نے نہ صرف لوگوں سے رائے طلب کی بلکہ بعض مواقع پر اپنی رائے کے برخلاف اُن کی رائے پر عمل بھی کیا اور بعض تہذیبی اور نجی معاملات میں لوگوں کو یہ آزادی بھی دی کہ وہ چاہیں تو آپ ﷺ کے مشورے پر عمل کریں اور چاہیں تو نہ کریں۔

یہی وہ بنیادی وجہ تھی کہ اسلامی معاشرے میں یہ بات کبھی مسئلہ نہیں بنی کہ حدود اور آداب کی رعایت کرتے ہوئے اولاد، والدین سے اختلاف کرسکتی ہے یا دلیل کی بنیاد پر شاگرد اُستاد سے اختلاف کرسکتا ہے یا مرید پیر سے اور رعایا حاکم سے اختلاف کرسکتی ہے۔ ہماری تاریخ میں اِس بات پر تو تنقید یا بحث مل جاتی ہے کہ اختلاف کرتے ہوئے آداب کا خیال نہیں رکھا گیا یا حفظ مراتب کو نظر انداز کردیا گیا۔ لیکن یہ کبھی نہیں کہا گیا کہ اختلاف رائے کیوں کیا گیا؟ اسلامی تہذیب میں جس طرح حفظ مراتب کو ایک بنیادی قدر کی حیثیت حاصل ہے۔ اسی طرح اختلاف رائے اور اظہارِ رائے کی آزادی کو بھی اہم حیثیت حاصل رہی ہے۔ رہا سوال یہ کہ اختلاف رائے کیوں کیا گیا؟ یہ مسلمان معاشروں میں بہت بعد کی پیداوار ہے۔ اِس کا نہ اللہ اور رسول کے حکم سے کوئی تعلق ہے اور نہ اہل علم کی روایات سے۔ بدقسمتی سے آج یہ روشن روِش ہماری نظروں سے اوجھل ہوگئی اور ہم نے ذات، مرتبہ و مقام اور اعلیٰ سوسائٹی کے بت تراش کر اُن کو اتنا مقدس بنا لیا کہ اُن سے اختلاف کی گنجائش کو ہی ختم کرڈالا۔

لہٰذا اِس رویے نے اسلامی تہذیب وتمدن اور معاشرے میں انسانوں کو عقل کل اور دیوتا بنانے کی رسمِ قبیح کو پروان چڑھایا۔ بدقسمتی سے اب یہ صورتحال ہوگئی ہے کہ مسلم معاشروں میں جگہ جگہ قائم مذہبی، سیاسی، معاشی، علمی اور عملی دیوتاؤں کو اپنا مفاد اِسی میں نظر آتا ہے کہ اختلاف رائے کو ادب، محبت اور عشق کے نام پر غیر اسلامی باور کرایا جائے تا کہ اُن کی دیوتائی حیثیت بھی قائم رہے اور کاروبارِ گلشن بھی چلتا رہے۔ اِن حالات میں ہر وہ مسلمان جو اللہ کی رضا کا طالب، آخرت کی کامیابی اور مسلم معاشروں اور اداروں کی ترقی کا خواہاں ہو، اُس پر لازم ہے کہ وہ جہاں بھی ہو اپنی حیثیت وبساط کے مطابق اپنا اپنا فریضہ سرانجام دیتا رہے کیونکہ اختلاف رائے نہ صرف اسلامی تہذیب کے ماتھے کا جھومر بلکہ اللہ اور اُس کے پیارے حبیب ﷺ کی تعلیمات کے عین مطابق ہے، بس اتنا خیال رہے کہ اِس کام میں اسلامی احکام اور تہذیب وشائستگی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے۔

Scanned with CamScanner

دار الافتاء

صدر الافاضل مولانا مفتی محمد نعیم الدین مرادآبادی

ابنِ تیمیہ کی شرعی تحقیق

﴿استفتاء﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین درج ذیل مسئلہ میں کہ ابن تیمیہ کون اور کیسا شخص ہے؟ مذہب کے اعتبار سے اس کا مرتبہ کیا ہے؟ ہندوستان کے اخبار نویس مثلاً ابوالکلام آزاد اس کے اقوال اکثر نقل کرتے ہیں۔ آج کل یزید پلید کی مدح وثناء میں ابن تیمیہ کا کلام پیش کیا جاتا ہے یہ شخص معتبر تھا یا غیر معتبر؟

المستفتی

احقر محمد ظہور

﴿الجواب﴾

ابن تیمیہ کو وہابیہ نجدیہ اپنا پیشوا جانتے ہیں اور کبھی اس کے نام کی تصریح کر کے اور کبھی بلا تصریح اس کے اقوال فاسدہ سے تمسک کرتے ہیں۔ ابن سعود جس نے وہابیت کا میگزین ''مجموعۃ التوحید'' چھاپا ہے اس میں بھی ابن تیمیہ کے رسالے شامل ہیں۔

اس شخص کی نسبت خاتم المحدثین علامہ شیخ شہاب الدین ابن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ حدیثیہ، صفحہ: 83 میں فرماتے ہیں ﴿ابن تیمیہ عبد خذله الله واضله اعماه واصمه واذله وبذالک صرح الائمة الذين بينوا فساد احواله وكذب اقواله ومن اراد ذالک فعليه بمطالعة كلام الامام المجتهد المتفق على امامته وجلالته وبلوغة مرتبة الاجتهاد ابى الحسن السبكى وولده التاج وشيخ الامام العز ابن جماعة واهل عصر هم وغيرهم من الشافعية

والمالكية والحنفية ولم يقتصر اعتراضه علیٰ متاخری الصوفية بلا اعترض على مثل عمر ابن الخطاب وعلى ابن ابی طالب رضی الله عنهما کما یاتی والحاصل ان لا یقام لکلامه وزن بل یریٰ فی کل وعر وحزن ویعتقد فیه انه مبتدع ضال ومضل جاهل غال عامله الله بعدله و ارجاء نامن مثل طریقته وعقیدته وفعله آمین ﴾

ترجمہ: ''ابن تیمیہ ایک (ایسا) بندہ ہے جس کو خدا نے رُسوا کیا' گمراہ کیا' اندھا کیا' بہرہ کیا' ذلیل کیا' ائمہ دین نے اس کی تصریح کی جنہوں نے اس کے فساد' احوال اور جھوٹے اقوال کا بیان فرمایا۔ جو شخص چاہے وہ امام مجتہد جن کی امامت جلالت رُتبہ اجتہاد کو پہنچی ہے یعنی ابوالحسن سبکی اور اُن کے فرزند ارجمند علامہ تاج الدین سبکی اور شیخ امام عز بن جماعہ اور ان کے زمانہ والے اور اُن کے سوا علماء شافعیہ' مالکیہ' حنفیہ کے کلام کا مطالعہ کرے۔ ابن تیمیہ نے متاخرین صوفیہ پر ہی اعتراض کرنے میں اکتفاء نہیں کیا۔ بلکہ اس نے حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ جیسے اکابر صحابہ پر بھی اعتراض کیا ہے جیسا کہ آتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اس کا کلام کچھ وزن نہیں رکھتا بلکہ ویرانہ میں پھینکنے کے لائق ہے۔ اس کے حق میں یہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ وہ بدعتی' گمراہ' گمراہ کن' جاہل غالی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ اپنے عدل سے معاملہ کرے اور ہمیں اس کے جیسے عقیدے وطریقے سے بچائے۔ آمین''

اس کے بعد علامہ نے ذکر کیا ہے کہ ابن تیمیہ نے کن کن اکابر اسلام و اَعلامِ دین پر اعتراض کیے اور اِفتراء اُٹھائے۔ ان میں اکابر صحابہ بھی ہیں حتیٰ کہ امیر المومنین امام المسلمین خلیفہ راشد سیدنا و مولانا عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کی شان میں کہا ﴿ان عمر له غلطات وبلیات وای بلیات ﴾ اور اَمیر المومنین امام المتقین حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں کہا ﴿ان علیا اخطا فی اکثر من ثلث مائة مکان ﴾ یعنی معاذ اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہت سی غلطیاں اور بڑی بڑی بلائیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین سو سے زائد غلطیاں کیں۔ معاذ اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ﴿من این یحصل لک الصواب اذا اخطاء علی

بزعمک کرم اللہ وجہہ وعمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ ﴾ کہ تجھے کہاں سے صواب حاصل ہوگیا جب امیر المؤمنین علی اور عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہما تیرے گمان میں خطا کار ہیں۔ اس بے دین نے بہت سے مسائل گھڑ دیئے' اجماع کو توڑ دیا' شریعت کے نظام کو درہم برہم کیا۔

● جو شخص کہے ''علی الطلاق'' اس پر کفارۂ یمین لازم آئے گا اور طلاق نہ ہوگی حالانکہ اس سے پہلے مسلمانوں میں سے کوئی بھی کفارہ کا قائل نہ ہوا۔ ● دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ حائض کی طلاق نہ ہوگی۔ ● ایسے ہی جس طہر میں قربت ہو اُس میں طلاق واقع نہیں ہوتی۔ ● ایسے ہی یہ مسئلہ کہ نماز عمداً چھوڑ دی جائے تو اس کی قضاء واجب نہیں۔ ● ایسے یہ مسئلہ کہ حائض کے لئے بیت اللہ کا طواف مباح ہے اور اس پر کفارہ نہیں ● ایسے ہی یہ مسئلہ کہ تین طلاقیں ایک کی طرح رد ہو جاتی ہیں اور اس کا دعویٰ کرنے سے پہلے ابن تیمیہ خود اس کے خلاف پر مسلمانوں کا اجماع نقل کرتا تھا۔ اس کے علاوہ بہت مسائل ہیں جن میں اس نے دین کی مخالفت کی۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ ● بہنے والی چیزوں میں چوہے وغیرہ کی طرح کوئی جانور مر جائے تو وہ نجس نہیں ہوتے۔ ● مخالف اجماع نہ کافر ہے نہ فاسق۔ ● رب تعالیٰ محل حوادث فرماتا ہے ﴿تعالیٰ اللہ عن ذالک وتقدس ﴾ ● یہ کہ باری تعالیٰ مرکب ہے اور اس کی ذات ایسی ہی محتاج ہے جیسا کل جزو کا۔ قرآن ذات الٰہی میں محدث ہے ﴿تعالیٰ اللہ عن ذالک﴾ اور یہ کہ عالم قدیم بالنوع ہے اور ہمیشہ اللہ کے ساتھ مخلوق دائم رہا۔ ● اس نے واجب تعالیٰ کو موجب بالذات قرار دیا' نہ کہ فاعل بالاختیار۔ ● جسمیت وجہت انتقال کا قائل ہوا۔ یہ کہا کہ خدا تعالیٰ بقدر عرش کے ہے' نہ چھوٹا ہے نہ بڑا۔ ● انبیاء غیر معصوم ہیں اور رسول اللہ ﷺ کا کوئی مرتبہ نہیں۔ ● ان کے ساتھ توسل نہ کیا جائے۔ ● ان کی زیارت کے لئے سفر کرنا گناہ ہے۔

وہابیہ نے بھی اس کی خوشہ چینی اور ریزہ خواری کی ہے۔ ایسے ایسے اور اس سے بہت زیادہ ناپاک اور گندے مسائل اس کے ہیں جن کو حضرت شیخ علامہ نے اپنے اسی فتاوے میں ذکر فرمایا ہے۔

دوسری جگہ اسی فتاویٰ کے صفحہ: 44 پر یہی علامہ فرماتے ہیں ﴿وایاک ان تصغی الی ما فی

كتب ابن تيميه وتلميذه ابن القيم الجوزية وغيرهما ممن اتخذا لاله هواه واضله الله على علم وختم على سمعه وقلبه وجعل على بصره غشاوة فمن يهديه من سعد الله وكيف تجاوز هؤلاء الملحدون الحدود وتعدو الرسوم وخروا اسباح الشريعة والحقيقة فظنوا بذالك انهم على هدى من ربهم وليسوا كذالك بل هم على اسؤ الضلال واقبح الخصال وابلغ المقط و الخسران وانهى الكذب والبهتان مخذل الله متبعهم وطهر الارض من امثالهم﴾

ترجمہ: ابن تیمیہ اوراس کے شاگرد ابن قیم جوزی وغیرہ کی کتابوں پر کان رکھنے سے بچو۔ انہوں نے اپنی خواہش نفسانی کو اپنا معبود بنایا اور خدا نے اس کو رُسوا کیا اور اُس کے کان اور دل پر مہر کی اور اُس کی آنکھ پر پردہ ڈالا۔ اس کے بعد اب کون اسے ہدایت کرے گا؟ بے دینوں نے کس طرح حدوڈ سے تجاوز کیا اور رَسموں سے تعدی کی اور چادرِ شریعت وحقیقت کو پھاڑ کر یہ گمان کیا کہ وہ اپنے رب کی طرف سے راہِ راست پر ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ وہ بدترین گمراہی اور قبیح ترین خصائل اور انتہائی بدنصیبی اور ٹوٹے اور کذب و بہتان میں ہیں۔ اللہ ان کے متبع کو رُسوا کرے اور ان کے امثال سے زمین کو پاک کرے۔ آمین

ابن تیمیہ کا یہ حال ہے اور ائمہ دین اور مشائخ ومحدثین اس کے حق میں ایسا فرماتے ہیں۔ اہل اسلام ایسے بے دین سے احتراز کریں اور اس کی گمراہ کن تعلیم سے بچیں۔ جو حضرت علی مرتضیٰ کو خطا کار بتاتا ہے' یزید کی تعریف وتوصیف کرتا ہے اس سے کیا بعید۔

ہندوستان کے بے قید جو دین سے آزاد ہو گئے اور ملحد اِن بے دین کے دامِ تزویر میں گرفتار ہیں' وہ اگر ایسے فاسد العقیدہ شخص کی تقلید کریں تو یہ ان کی بدمذہبی کا ایک ثبوت ہے۔

﴿اعاذنا الله تعالیٰ ایانا وجمیع المسلمین ووقانا وسائر االمؤمنین عن مکائد للبطلین المفسدین والما نعین من الدین بحرمة خاتم النبیین ﷺ﴾

کراچی میں عیسائیت کی یلغار اہل اسلام کے لیے لمحۂ فکریہ

ملیر کالا بورڈ کرسچین کالونی سے متصل محفوظ الیون فٹبال اسٹیڈیم میں عیسائی مشنری کی جانب سے منعقد ہونے والے شفائیہ عبادات کے پروگرام کا اصل مقصد عیسائیت کی تبلیغ اور دھوکہ دہی کے ذریعے سادہ لوح مسلمانوں کو مرتد کرنا تھا۔ شہر میں ٹارگٹ کلنگ سمیت دیگر جرائم میں اضافے کے باعث جہاں غریب طبقہ پریشانی میں مبتلا ہے، وہیں مسلمانوں کو مرتد کرنے کے حوالے سے عیسائی مشنریوں کے تبلیغی پروگرامز میں بھی تیزی آ گئی ہے۔

اس سلسلے میں امریکی نیٹ ورک کافی فعال ہو چکا ہے اور ماضی میں سال میں ایک بار ہونے والے شفائیہ عبادات کے پروگرام کو ہر تین ماہ بعد منعقد کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔

اس سلسلے میں کیے گئے خصوصی سروے کے دوران یہ انکشاف ہوا کہ ڈیڑھ سال کے دوران شہر میں تین ہزار سے زائد مسلمانوں کو مرتد کیا جا چکا ہے جبکہ کراچی سمیت سندھ بھر میں عیسائی افراد کے مسلمان ہونے کے واقعات کے بعد عیسائی مشنریاں بھی زیادہ متحرک ہو چکی ہیں۔ شہر میں 5 مقامات پر عیسائیت کے تبلیغی مراکز قائم کیے گئے ہیں۔ کراچی میں عیسائی مشنریوں کی ارتدادی سرگرمیوں کا منظم سلسلہ ایک عرصے سے جاری ہے۔

عیسائی مشنری کے بعض افراد شہر کے پوش علاقوں میں ڈاک کے ذریعے عیسائیت کی تبلیغ جاری رکھے ہوئے ہیں جبکہ کچی آبادیوں اور ماہی گیر بستیوں میں عیسائی مشنریاں زیادہ فعال ہیں۔ شہر کے پانچ علاقوں کی کرسچن آبادیوں میں عیسائیت کی تبلیغ کے باقاعدہ نیٹ ورکس کے قیام کا انکشاف ہوا ہے۔ جہاں مسیحی مرد اور عورتیں آبادی کے مکینوں کو علاج معالجے اور مالی امداد سمیت دیگر مسائل حل کرنے کی آڑ میں عیسائیت کی

تعلیم دیتے ہیں۔

ان پانچ مقامات میں کورنگی ڈھائی نمبر، سیکٹر 48/E، کرسچن پاڑہ، ملیر برف خانہ، کالا بورڈ کرسچن پاڑہ، اعظم بستی کرسچن پاڑہ، تیسر ٹاؤن اور سرجانی ٹاؤن کے کرسچن پاڑے شامل ہیں۔

کراچی میں عیسائی مشنریاں سال بھر میں جن مسلمانوں کو مرتد کرتی ہیں ان کو ہر سال وائی ایم سی گراؤنڈ میں شفائیہ عبادات کے نام پر منعقد ہونے والے عیسائیت کے تبلیغی پروگرام میں لایا جاتا ہے جہاں امریکی عیسائی مشنریز کے ذمہ داران بھی آتے ہیں جو پروگرام کے دوران امریکی نیٹ ورک سے رابطے میں ہوتے ہیں۔ اس پروگرام میں مرتد ہونے والے افراد کو اسٹیج پر پیش کیا جاتا ہے۔

عام طور پر سال کی ابتدا میں یا آخری ایام میں یہ پروگرام منعقد کیا جاتا ہے جس میں نہ صرف کراچی بلکہ اندرون سندھ اور ملک بھر سے عیسائی مشنریز کے چنگل میں پھنسنے والے غریب، بیمار، بے روزگار اور مختلف مصائب و آلام کے شکار مسلمانوں کو شرکت کے لئے لایا جاتا ہے۔ اس پروگرام میں عیسائی مشنریز کے سرکردہ افراد گزشتہ برس عیسائیت قبول کرنے کا ارادہ کرنے والے افراد کو اجتماعی طور پر خصوصی دعا کے ساتھ عیسائی بناتے ہیں اور پروگرام میں شریک دیگر مسلمانوں کو مختلف حیلے بہانوں سے عیسائیت کی جانب راغب کیا جاتا ہے۔

شفائیہ پروگرام میں پہلی مرتبہ شریک ہونے والے پریشان حال بیمار اور معذور افراد میں عیسائی مشنری کے کارکن ایک فارم تقسیم کرتے ہیں جسے پُر کرنے کے بعد پروگرام کے دوران ہی کسی ذمہ دار کے پاس جمع کرانا ہوتا ہے جبکہ اس فارم میں مریض کو اپنے مکمل کوائف کے اندراج کے ساتھ ساتھ خود کو درپیش بیماری یا جسمانی معذوری کے بارے میں مکمل معلومات درج کرنا ہوتی ہیں۔ بعدازاں یہ پُر شدہ فارم علاقے کی مناسبت سے عیسائی مشنری کے ذمہ دار کے حوالے کر دیا جاتا ہے، جو اُس شخص سے مستقل رابطے میں رہتا ہے۔ اس فارم پر درج ایڈریس کے ذریعے عیسائی مشنری کے علاقائی ذمہ داران پریشان حال افراد سے وقتاً فوقتاً ملاقات کر کے انہیں انجیل (بائبل) کی تعلیمات سے آگاہ کرتے ہیں۔ اس موقع پر ایسے الفاظ کا

انتخاب کیا جاتا ہے جو اسلام سے براہِ راست متصادم نہ ہوں۔

متواتر رابطوں کے بعد جب کوئی مسلمان شخص عیسائی مشنری کی جانب راغب ہوتا دکھائی دیتا ہے تو اسے اگلے اجتماع میں شرکت کے لئے آمادہ کیا جاتا ہے۔ عیسائی مشنری کے کارکن سادہ لوح افراد کے سامنے مختلف معجزات کا حوالہ دیتے ہیں اور انہیں ان کے مشاہدے کے لئے شفائیہ پروگرام میں شرکت پر مجبور کرتے ہیں۔ جب کوئی شخص مذکورہ پروگرام میں شریک ہوتا ہے تو اسے اپنی درخواست پیش کرنے کے لئے کہا جاتا ہے۔ اس بارے میں ذرائع کا کہنا تھا کہ شفائیہ عبادات کے پروگرام سے قبل سادہ لوح افراد سے عیسائی مشنری کے افراد اس قدر شفقت سے پیش آتے ہیں کہ وہ بڑی حد تک ان کے حسن سلوک سے متاثر ہو جاتے ہیں۔

اس بات کی تصدیق کورنگی سیکٹر 48/F کے رہائشی ایک شخص نے بھی کی، جو اِس پروگرام میں شریک ہوا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ ماہی گیری کے پیشے سے منسلک تھا، لیکن دمے اور دل کی تکلیف کے باعث چارپائی سے لگ گیا تھا۔ اس نے کئی برسوں سے مکان کا کرایہ بھی ادا نہیں کیا تھا اور مالک مکان بار بار رقم کا تقاضا کر رہا تھا۔ اس موقع پر اس کے دوست برکت مسیح نے اس کا رابطہ ایک تنظیم سے کرایا جس نے اس کی مالی مدد کے علاوہ ایک نجی ہسپتال میں اس کا علاج بھی کرایا۔ مذکورہ شخص کا کہنا تھا کہ اس نے اپنے مسیحی دوست اور تنظیم کے کہنے پر شفائیہ عبادات کے پروگرام میں شرکت کی اور نوکری کی درخواست بھی جمع کرادی ہے۔

عام طور پر کراچی میں شفائیہ عبادات کا پروگرام ہر سال وائی ایم سی اے گراؤنڈ میں منعقد کیا جاتا ہے۔ رواں برس یہ پروگرام 20 جنوری سے 22 جنوری تک ہوا تھا جس میں ڈاکٹر میرین نے شرکت کی تھی۔ کراچی میں ہر برس ہونے والا یہ پروگرام کراچی فرینڈشپ فیسٹیول، Evangelistic healing یا Healing Convention کے نام سے کرایا جاتا ہے۔

جنوری میں وائی ایم سی اے گراؤنڈ میں Healing Convention 2012 KARACHI کے نام سے ہوا تھا جبکہ 10 اپریل کے بعد شہر بھر میں دوبارہ اسی پروگرام کے پوسٹرز اور

بینرز لگانے کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا' جن پر تحریر تھا کہ ملیر کالا بورڈ نزد برف خانہ کی کرسچن کالونی کے قریب واقع محفوظ الیون فٹبال اسٹیڈیم میں 19 اپریل سے 22 اپریل تک کراچی فرینڈ شپ فیسٹیول 2012ء منعقد کیا جا رہا ہے' جس میں خصوصی طور پر عیسائی مشنریز کے ذمہ داران شرکت کریں گے' جن کی دعا سے لنگڑے چلتے ہیں' اندھے دیکھتے ہیں اور بہرے سنتے ہیں۔

بینرز پر فیسٹیول میں داخلہ مفت اور محبتِ الٰہی بلاتفریق و بلاامتیاز سب کے لئے تحریر تھا۔ اس فیسٹیول کا انعقاد متحدہ قومی موومنٹ کے زیر اثر علاقے میں کیا گیا تھا۔ مذکورہ اسٹیڈیم کے قریب سعود آباد تھانہ' ملیر پولیس لائن اور پولیس افسران کے دفاتر ہیں۔ اسٹیڈیم کی چار دیواری نو فٹ اونچی ہے جبکہ برف خانہ چورنگی کے سامنے اس کا مین گیٹ ہے۔

اس پروگرام سے میڈیا کو دور رکھا گیا تھا کہ یہ خالصتاً عیسائی تبلیغی پروگرام ہے جبکہ سیکورٹی کے فرائض بھی عیسائی اسکاؤٹ تنظیم کے افراد اور عیسائی سیکورٹی گارڈز انجام دے رہے تھے۔ عام طور پر ایسے پروگرام شام چھ بجے سے رات ساڑھے دس بجے تک جاری رہتے ہیں۔

اس بارے میں ذرائع کا کہنا تھا کہ دکھ' بیماری اور مسائل کے شکار کمزور عقیدہ مسلمانوں سے مسلسل رابطے کے نتیجے میں جب عیسائی تنظیمیں یہ اندازہ کر لیتی ہیں کہ وہ بڑی حد تک عیسائیت کی جانب راغب ہو گئے ہیں تو وہ اپنے ذمہ داران کو رپورٹ دیتی ہیں کہ ہماری کوششوں سے مسلمانوں کی قابل ذکر تعداد مرتد بننے پر تیار ہوگئی ہے۔ پھر شفائیہ عبادت کے پروگرام میں یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ ہماری دعا کے نتیجے میں لوگ شفایاب ہوتے ہیں۔ درحقیقت عیسائیت کی جانب راغب ہونے والوں کو شفایاب قرار دیا جاتا ہے۔

اس حوالے سے معلوم ہوا کہ سالانہ عیسائی تبلیغی پروگرام کے کامیاب انعقاد کے لئے شہر بھر میں اور خصوصاً پسماندہ اور مضافاتی بستیوں میں عیسائی فلاحی تنظیمیں سرگرم رہتی ہیں جہاں غریب اور سادہ لوح مسلمانوں کی چھوٹی چھوٹی ضرورتیں پوری کر کے انہیں اپنا گرویدہ بنایا جاتا ہے۔ ان عیسائی فلاحی تنظیموں کو اپنے پروجیکٹس کے لئے بیرون ملک سے سالانہ فنڈز ملتے ہیں۔

2011ء سے 15 اپریل 2012ء تک کراچی کے مختلف علاقوں میں عیسائی مشنریوں کی جانب سے جاری ارتدادی سرگرمیوں کے نتیجے میں 3 ہزار سے زائد مسلمان مردوں اور عورتوں کو مرتد کیا گیا ہے۔ عیسائیت قبول کرنے والوں میں بعض گوٹھوں کے رہائشی بھی شامل ہیں جو گداگر ہیں اور ہائی ویز پر جھونپڑیاں بنا کر رہتے ہیں۔ ان افراد کو مالی امداد' روزگار کی فراہمی اور شادی کا لالچ دے کر عیسائی بنایا گیا ہے' جبکہ بعض بے روزگار نوجوانوں کو بیرون ممالک بھجوانے کا جھانسہ دیا گیا ہے۔

سال بھر شہر میں کام کرنے والے عیسائی مشنریز جن مسلمانوں کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں' انہیں اس پروگرام میں شرکت کی دعوت دی جاتی ہے۔ جبکہ اس پروگرام میں مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے عیسائی اسکالرز اور پادری بھی شرکت کرتے ہیں۔

عیسائی مشنریز نے شہر کی کرسچن آبادیوں میں اپنا نیٹ ورک قائم کر رکھا ہے۔ اس سلسلے میں ایسی عیسائی آبادیوں کا انتخاب کیا جاتا ہے جو شہر کے مضافاتی علاقوں میں واقع ہوں جبکہ عیسائی مشنریز کے کارکن زیادہ تر سرجانی' منگھوپیر' ابراہیم حیدری' گڈاپ' ملیر' ریڑھی گوٹھ' مچھر کالونی' محمود آباد' اعظم بستی' عیسیٰ نگری' ڈرگ روڈ' کینٹ بازار اور دیگر کچی آبادیوں میں رہائش پذیر بیمار مرد و خواتین' بیروزگار نوجوانوں اور مختلف مسائل کے شکار افراد سے رابطہ کرتے ہیں اور ان کو مالی امداد کے علاوہ سرکاری نجی ہسپتالوں میں علاج کرانے کے ساتھ ساتھ مفت دوائیں اور روزگار بھی فراہم کیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ سرکاری ہسپتالوں میں زیر علاج موذی امراض میں مبتلا افراد کو تلاش کیا جاتا ہے۔ عیسائی مشنری ان افراد کو مفت علاج کروانے کے ساتھ ساتھ شفائیہ عبادات کے ذریعے صحت یاب ہونے کا لالچ بھی دیتی ہے۔ ان مصیبت زدہ افراد کو معجزات کی جعلی ویڈیو دکھانے کے ساتھ ساتھ زبانی طور پر بتایا جاتا ہے کہ شفائیہ عبادات کے پروگراموں میں متعدد افراد صحت یاب ہو چکے ہیں۔

اسٹیڈیم کے اطراف اور گیٹ پر سیکورٹی کے لئے مسیحی افراد کے علاوہ متحدہ قومی موومنٹ کے اقلیتی ونگ کے ذمہ داران اور کارکنان بڑی تعداد میں موجود تھے جبکہ پولیس موبائلوں کو اسٹیڈیم کے مین

گیٹ کے سامنے واقع سڑک تک محدود رکھا گیا تھا۔

اسٹیڈیم کے اطراف کی اونچی عمارتوں پر مسلح افراد موجود تھے۔ برف خانہ اسٹاپ کے قریب شہر کے مختلف علاقوں سے مسیحی افراد کو لانے والی گاڑیاں پارک کرائی گئی تھیں جبکہ گراؤنڈ میں داخلے سے قبل شرکاء کو واک تھرو گیٹ سے گزارا جارہا تھا اور سیکورٹی پر موجود نوجوان اُن کی جامہ تلاشی بھی لے رہے تھے۔

چونکہ یہ خالصتاً عیسائی تبلیغی پروگرام تھا' اس لیے مسیحی افراد کو چیک کر کے اندر بھیجا جارہا تھا۔ مختلف عیسائی آبادیوں کے ذمہ داران کو گیٹ پر کھڑا کیا گیا تھا کہ وہ اپنے علاقوں سے آنے والے مرد وخواتین کو شناخت کے بعد اندر جانے دیں اور جن افراد پر شبہ ہوتا تھا ان کے شناختی کارڈ دیکھے جارہے تھے۔

دوسری جانب معذور افراد کو اسٹریچر یا وہیل چیئر کے ذریعے اندر لایا جارہا تھا۔ اسٹیڈیم میں مختلف اسٹالز بھی لگائے گئے تھے، جن پر کتابچوں' سی ڈیز اور آڈیو کیسٹس کی صورت میں عیسائی لٹریچر اور دیگر اشیاء فروخت کی جارہی تھیں۔ پروگرام کا آغاز مغرب کے وقت ہوا۔ اس دوران سیکورٹی پر تعینات افراد نے تمام شرکاء کے موبائل فونز بند کرادیئے تھے اور انتباہ کیا کہ اگر سیکورٹی کے علاوہ کسی کا موبائل فون آن ہوا تو اُسے ضبط کرلیا جائے گا۔

اسٹیڈیم کے جنوبی گوشے میں لگائے گئے اسٹیج پر سفید پردے پر تحریر تھا ''یسوع مسیح آج' کل بلکہ ابد تک یکساں ہیں''۔ اسٹیج پر شہر بھر کے علاوہ دوسرے ممالک سے آنے والے پادری اور عیسائی اسکالرز بھی موجود تھے جبکہ دائیں جانب میوزیشن کھڑے تھے اور بائیں جانب خصوصی طور پر ایسے افراد کو بٹھایا گیا تھا جو مرتد ہوئے تھے یا جنہوں نے عیسائیت قبول کرنی تھی۔ ان میں معذور افراد بھی شامل تھے جبکہ خواتین کی تعداد 20 سے زائد تھی۔

پروگرام میں شریک ہونے والے افراد کو ایک فارم پُر کرنے کے لئے دیا گیا اور ساتھ ساتھ اسٹیج سے یہ اعلان ہوتا رہا کہ عیسائی افراد اپنے اپنے علاقوں میں رفاہی کام کریں اور مصیبت زدہ افراد کا رابطہ عیسائی مشنریز سے کرائیں۔

اعلان میں اس بات کا اعتراف بھی کیا گیا کہ کراچی سمیت ملک کے دیگر شہروں میں جاری عیسائی مشنریز کی سرگرمیوں سے امریکی ذمہ دار خوش ہیں کہ عیسائیت کی تبلیغ میں تیزی آئی ہے۔

اس تقریب میں عیسائی اسکالر دیمیٹرو میکارنیکو اور ٹارس میکاڈا نے خصوصی طور پر شریک ہوئے۔ ان کے بارے میں اعلان کیا گیا کہ وہ خصوصی دعا کے ذریعے ہزاروں افراد کو صحت یاب کر چکے ہیں۔ اب جو افراد ٹھیک ہونا چاہتے ہیں وہ ان کے ساتھ ساتھ دعائیہ الفاظ دہرائیں۔ اس دوران ایسے جملے ادا کیے گئے جن کو مسلمان ادا کرے تو اس کے مرتد ہونے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔

خصوصی دعا کے بعد اعلان کیا گیا کہ کتنے افراد ٹھیک ہوئے ہیں؟ اس دوران سینکڑوں عیسائی افراد نے ہاتھ کھڑے کر دیئے۔ اس کے بعد اعلان کیا گیا کہ جو افراد شفایاب نہیں ہوئے وہ فارم جمع کرا دیں۔ ان سے عیسائی مشنریز کے علاقائی ذمہ داران رابطہ کریں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی: اُمتِ محمدیہ چار جاہلیت کے کام نہیں چھوڑے گی

ابو یعلیٰ میں ہے کہ میری اُمت میں چار کام جاہلیت کے ہیں جنہیں وہ نہیں چھوڑے گی۔

❶ حسب ونسب پر فخر کرنا (ایک روایت کے مطابق قومیت پر فخر کرنا) ❷ انسان کو اُس کے نسب کا طعنہ دینا ❸ ستاروں سے بارش طلب کرنا ❹ میت پر نوحہ کرنا۔

اور فرمایا اگر نوحہ کرنے والی عورت توبہ کے بغیر مر جائے تو اُسے قیامت کے دِن گندھک کا لباس پہنایا جائے گا اور کھجلی کی چادر اوڑھائی جائے گی۔

مسلم شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نوحہ کرنے والیوں اور نوحہ کو کان لگا کر سننے والیوں پر لعنت فرمائی ہے۔ ﴿ابن کثیر﴾

ایصالِ ثواب رجب المرجب

محمد اقبال قادری

1 رجب المرجب ◄ حضرت مولانا ثناء اللہ پانی پتی / حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی / حضرت مولانا محمد نور اللہ نعیمی / حضرت خواجہ محمد الدین سیالوی

2 رجب المرجب ◄ حضرت مولانا سید ابو الحسنات محمد احمد قادری / حضرت مولانا مفتی تقدس علی خان / خواجہ غلام یٰسین جمالی

3 رجب المرجب ◄ حضرت خواجہ اویس قرنی

4 رجب المرجب ◄ حضرت سیدنا عبد اللہ ابن مسعود / امامِ اعظم ابو حنیفہ / حضرت امام شافعی / حضرت مولانا عبد الباری فرنگی محل لکھنوی

5 رجب المرجب ◄ حضرت خواجہ حسن بصری

6 رجب المرجب ◄ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری / حضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی / حضرت سید عبد الرحمٰن شہید

7 رجب المرجب ◄ حضرت سید اشرف علی شاہ / حضرت شیخ جلال الدین تبریزی

8 رجب المرجب ◄ امام دار قطنی / حضرت خواجہ فیض محمد شاہ جمالی

9 رجب المرجب ◄ حضرت خواجہ شمس الدین محمد تبریزی / حضرت مختار اشرفی جیلانی

10 رجب المرجب ◄ حضرت سیدنا سلمان فارسی / حضرت مفتی شاہ محمد مسعود

11 رجب المرجب ◄ حضرت شیخ ابو الحسین احمد نوری مارہروی / حضرت سید علی حسین اشرفی

12 رجب المرجب ◄ حضرت شیخ ابو الحسن فراری / حضرت سید اجمل شاہ گیلانی

13 رجب المرجب ﴿ امام ترمذی / حضرت خواجہ عبداللہ محمد / حضرت سید عبدالقادر لاہوری

14 رجب المرجب ﴿ ام المومنین حضرت سیدہ زینب / حضرت خواجہ حسام الدین / حضرت سید مسعود غازی

15 رجب المرجب ﴿ امام جعفر صادق / حضرت علامہ عبدالصمد مقتدر

16 رجب المرجب ﴿ حضرت سید یعقوب زنجانی / حضرت قطب شاہ عالم / محدث اعظم ہند کچھوچھوی

17 رجب المرجب ﴿ حضرت سیدنا ابوالفضل عباس

18 رجب المرجب ﴿ حضرت علامہ تحسین رضا خاں / حضرت ابو محمد عبداللہ سرغالی تونسوی

19 رجب المرجب ﴿ حضرت شاہ عبدالقادر دھلوی / مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی

20 رجب المرجب ﴿ حضرت شاہ اویس بلگرامی / حضرت امام محی الدین نوری / سید محمد علی شاہ بخاری

21 رجب المرجب ﴿ حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ / حضرت سید احمد بن ادریس حسنی (یمن) / حضرت علامہ محمد شفیع اوکاڑوی / مولانا مفتی محمد حاکم علی رضوی

22 رجب المرجب ﴿ حضرت سیدنا امیر معاویہ / حضرت سید موسیٰ بن داؤد / حضرت قاضی ضیاء الدین

23 رجب المرجب ﴿ حضرت شیخ زکریا ہروی

24 رجب المرجب ﴿ امام مسلم بن حجاج نیشاپوری / حضرت پیر سید محمد اسحاق

25 رجب المرجب ﴿ حضرت عمر بن عبد العزیز / امام موسیٰ کاظم / حضرت شاہ عبدالرحمٰن قلندر خراسانی / مولانا حافظ محمد عبداللہ بھرچونڈی

26 رجب المرجب ﴿ حضرت سید حسن شاہ پیر غاری / حضرت سید اصغر جیلانی / حضرت شاہ برہان بادشاہ

27 رجب المرجب ﴿ حضرت جنید بغدادی / امام ابو یوسف / پیر صاحب مانکی شریف

28 رجب المرجب ﴿ حضرت شاہ عقد الدین صابری

29 رجب المرجب ﴿ حضرت ضمیر الحسن چشتی / حضرت مفتی امیر الدین جیلانی

30 رجب المرجب ﴿ حضرت پیر عبدالرحیم بھرچونڈی / حضرت شیخ غلام نقشبند لکھنوی

Scanned with CamScanner

بزمِ اطفال

مفتی محمد خلیل خاں برکاتی

☆سنت کی کتنی قسمیں ہیں؟

● سنت دو قسم پر ہے۔ایک سنت مؤکدہ جسے سنت ہدی (سنن الہدیٰ) بھی کہتے ہیں۔دوسری سنت غیر مؤکدہ جس کو سنت زائدہ (سنن الزوائد) بھی کہتے ہیں اور کبھی اُسے مستحب یا مندوب بھی کہتے ہیں۔

☆سنتِ مؤکدہ کسے کہتے ہیں؟

● سنتِ مؤکدہ وہ حکم شرعی ہے جس کو حضور اقدس ﷺ نے ہمیشہ کیا ہو' البتہ اس خیال سے کہ کہیں اُمت پر فرض نہ ہو جائے کبھی ترک بھی فرمایا ہو یعنی نہ کیا ہو۔اس کے کرنے کی شریعت میں تاکید آئی ہے۔

☆سنتِ مؤکدہ کا کیا حکم ہے؟

● سنتِ مؤکدہ کا کرنے والا ثواب پائے گا اور جو شخص بلا عذر شرعی ایک بار بھی ترک کرے وہ ملامت کا مستحق ہے اور ترک کی عادت کرے تو فاسق' عذابِ جہنم کا مستحق اور گناہگار ہے۔اگرچہ اس کا گناہ واجب کے ترک سے کم ہے اور ایسے شخص کی گواہی نامقبول ہے۔

بعض علمائے سلف نے فرمایا کہ اس کا ترک حرام کے قریب ہے۔اس کا تارک مستحق ہے کہ معاذ اللہ شفاعت سے محروم ہو جائے۔حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جو میری سنت کو ترک کرے گا اُسے میری شفاعت نہ ملے گی۔

☆سنتِ غیر مؤکدہ کسے کہتے ہیں نیز اس کا کیا حکم ہے؟

● سنتِ غیر مؤکدہ وہ حکم شرعی جس پر شریعت میں تاکید نہیں آئی مگر اس کا ترک کرنا بھی شریعت کو پسند نہیں۔اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنا اگرچہ بطورِ عادت ہو باعث عتاب نہیں۔

☆مستحب کسے کہتے ہیں؟

● مستحب وہ حکم شرعی جس کا بجالانا نظر شرع میں پسند ہے، خواہ خود حضور اقدس ﷺ نے اُسے کیا ہو یا اس کی طرف رغبت دلائی یا علمائے کرام نے اُسے پسند فرمایا ہو اگرچہ احادیث میں اس کا ذکر نہیں آیا۔ اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنے پر کچھ الزام نہیں۔

☆شریعت نے جن کاموں کی ممانعت کی وہ کتنی قسم پر ہیں؟

● ممنوعاتِ شرعیہ پانچ قسم پر ہیں ❶ حرام قطعی ❷ مکروہِ تحریمی ❸ اساءت ❹ مکروہ تنزیہی ❺ خلافِ اولیٰ۔

☆حرام قطعی کسے کہتے ہیں؟

● حرامِ قطعی وہ ممنوع شرعی ہے جس کی ممانعت دلیلِ قطعی سے ثابت ہو۔ یہ فرض کا مقابل ہے۔ اس کا ایک بار بھی قصداً کرنا گناہِ کبیرہ و فسق ہے اور بچنا فرض و ثواب۔

☆مکروہ تحریمی کسے کہتے ہیں؟

● مکروہِ تحریمی وہ ممنوع شرعی ہے جس کی ممانعت دلیل قطعی سے ثابت ہو۔ یہ واجب کا مقابل ہے۔ اس کے کرنے سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے اور کرنے والا گناہگار ہوتا ہے۔ اگرچہ اس کا گناہ حرام سے کم ہے اور چند بار اس کو کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔

☆مکروہِ تحریمی کو حرام کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

● حرام اور مکروہِ تحریمی میں جو فرق ہے وہ باعتبار عقیدے کے ہے کہ حرام قطعی کی حرمت کا انکار کرنے والا کافر ہے جبکہ مکروہِ تحریمی کی ممانعت کا منکر کافر نہیں نیز جس طرح حرام سے بچنا فرض ہے یونہی مکروہِ تحریمی سے باز رہنا لازم ہے۔ اس بناء پر مکروہِ تحریمی کو حرام کہہ سکتے ہیں بلکہ ائمہ متقدمین حرام کو بھی مکروہ کہہ دیتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

☆اساءت کسے کہتے ہیں؟

● اساءت وہ ممنوعِ شرعی ہے جس کی ممانعت کی دلیل حرام اور مکروہ تحریمی جیسی تو نہیں مگر اس کا کرنا بُرا ہے۔ ایک آدھ بار کرنے والا مستحق عتاب اور عادتاً اس کا مرتکب عذاب کا مستحق ہے۔ یہ سنتِ مؤکدہ کے مقابل ہے۔

☆مکروہِ تنزیہی کسے کہتے ہیں؟

● مکروہِ تنزیہی وہ ممنوعِ شرعی ہے جس کا کرنا شرع کو پسند نہیں۔ اس کو ترک کرنے والا فضیلت وثواب پائے گا اور کرنے والے پر عذاب ہے نہ عتاب۔ یہ سنت غیر مؤکدہ کے مقابل ہے۔

☆خلافِ اَولیٰ کسے کہتے ہیں؟

● خلافِ اَولیٰ وہ ممنوعِ شرعی ہے جس کا نہ کرنا بہتر' کیا تو کچھ مضائقہ وعتاب نہیں۔ جو نہ کرے گا فضیلت پائے گا' یہ مستحب کا مقابل ہے۔

☆مباح کسے کہتے ہیں؟

● مباح اس کام کو کہتے ہیں جس کے لیے نہ کوئی حکم ہے نہ ممانعت۔ لہٰذا اِس کا کرنا اور نہ کرنا یکساں ہے' کرو تو ثواب نہیں' نہ کرو تو کچھ عذاب نہیں جیسے لذیذ غذا، عمدہ لباس جبکہ بطورِ اسراف نہ ہو۔

☆کسی امر مباح پر دلیل شرعی کی حاجت ہے یا نہیں؟

● کسی امر کو جائز و مباح کہنے والوں کو ہرگز دلیل کی حاجت نہیں کہ ممانعت پر کوئی دلیل شرعی نہ ہونا یہی دلیل اس کے جائز ہونے کے لیے کافی ہے۔ اگر اس فعل میں کوئی بُرائی ہوتی تو شریعتِ مطہرہ ضرور اس سے آگاہ فرماتی اور اس سے باز رہنے کا کوئی نہ کوئی حکم شریعت میں وارد ہو جاتا۔

☆احتیاطاً کسی امر مباح کو حرام یا بدعت کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

● اب قرآنِ کریم اُتر چکا' دین کامل ہو گیا اور کوئی نیا حکم آنے کو نہ رہا تو جتنی باتوں کا شریعت نے نہ حکم

کرنے کا حکم دیا نہ منع کیا' ان کی معافی مقرر ہو چکی۔ خدا اور رسول نے از راہِ عنایت ہی اُنہیں ہم پر چھوڑ دیا۔ خود رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ''جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا وہ حلال ہے اور جو کچھ حرام فرمایا وہ حرام ہے اور جس کا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ معاف ہے''۔ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''جو کچھ رسول تمہیں عطا فرمائیں وہ لو (یعنی اس پر عمل کرو) اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو'' معلوم ہوا خدا و رسول نے جس بات کا حکم نہ دیا اور نہ منع کیا وہ نہ واجب ہے نہ گناہ بلکہ معافی میں ہے۔

اب جو شخص کسی فعل کو ناجائز یا حرام یا مکروہ ہی کہے' اس پر واجب ہے کہ دو باتوں میں سے ایک بات کا ثبوت دے یا تو یہ کہ فی نفسہٖ اس کام میں شر (برائی) ہے یا یہ کہ شرعِ مطہرہ نے اُسے منع فرمایا ہے اور قرآن و حدیث یا اجماعِ اُمت کی رُو سے یہ فعل ممنوع ہے۔

احتیاط یہ نہیں کہ کسی چیز کو بلا دلیلِ شرعی حرام یا مکروہ کہہ کر مسلمانوں پر تنگی کر دی جائے بلکہ جس چیز کو خدا اور رسول منع نہ فرمائیں اور شرعاً اس کی ممانعت ثابت نہ ہو اُسے منع کرنا خود صاحبِ شرع بننا اور نئی شریعت گھڑنا ہے۔ اس سے ہر مسلمان کو پرہیز کرنا چاہیے۔

جس امرِ مباح کو بنظرِ تعظیم و محبت کیا جاتا ہے تو وہ مستحب و مستحسن اور دربارِ الٰہی میں محبوب و مقبول ہو جاتا ہے جیسے محفلِ میلاد شریف کرنا اور ولادتِ شریفہ کے ذکر کے وقت کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا کہ اس میں نبی ﷺ کی پیدائش پر خوشی اور حضور کی تعظیم کا اظہار ہے۔ اسی لیے اہلِ سنت و جماعت کا اس پر اتفاق اور اجماع ہے کہ یہ قیام مستحب و مستحسن ہے۔

☆ سنت کو نفل کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

● نفل اس عملِ مشروع و جائز کو کہتے ہیں جو فرض و واجب نہ ہو لہٰذا نفل عام ہے کہ سنت پر بھی اس لفظ کا اطلاق آیا ہے اور اس کے غیر کو بھی نفل کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فقہائے کرام فقہ کی کتابوں میں باب النوافل میں سنن کا ذکر بھی کرتے ہیں کہ نفل ان کو بھی شامل ہوتے ہیں البتہ اگر سنتوں کے لیے کوئی خاص بات ہوتی ہے تو اس کو الگ بیان کر دیا جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

☆ جن دلیلوں سے یہ شرعی احکام ثابت ہوتے ہیں وہ کتنی ہیں؟

● شریعت کے دلائل چار ہیں‘ قرآن، حدیث، اجماعِ اُمت اور قیاس۔

☆ قیاس کا کیا مطلب ہے؟

● قیاس کے شرعی معنی ہیں کسی فروعی مسئلہ کو اصل مسئلہ سے علت اور حکم میں ملا دینا۔ یعنی ایک مسئلہ ایسا درپیش آ گیا جس کا ثبوت قرآن و حدیث میں (ظاہراً) نہیں ملتا تو اس کی مثل کوئی وہ مسئلہ لیا جو قرآن و حدیث میں ہے اور اس کے حکم کی علت معلوم کر کے یہ کہا کہ چونکہ وہ علت یہاں بھی ہے لہٰذا اِس کا حکم بھی وہی ہوگا‘ اسی کا نام قیاس ہے۔

قیاس میں شرط یہ ہے کہ قیاس کرنے والا مجتہد ہو‘ ہر کس و ناقص کا خیال معتبر نہیں۔ قیاس کا ثبوت قرآن و حدیث اور افعالِ صحابہ سے ہے‘ اِسی لیے اس کا مطلقاً انکار کفر ہے۔

﴿معراج شریف﴾

پوچھتے کیا ہو عرش پر یوں گئے مصطفیٰ کہ یوں — کیف کے پَر جہاں جلیں کوئی بتائے کیا کہ یوں
قصرِ دنیٰ کے راز میں عقلیں تو گم ہیں جیسی ہیں — رُوحِ قدس سے پوچھیے تم نے بھی کچھ سنا کہ یوں
میں نے کہا کہ جلوۂ اصل میں کس طرح گمیں — صبح نے نورِ مہر میں مٹ کے دکھا دیا کہ یوں
ہائے رے ذوقِ بے خودی دل جو سنبھلنے سا لگا — چھک کے مہک میں پھول کی گرنے لگی صبا کہ یوں
دل کو دے نور و داغِ عشق پھر میں فدا دو نیم کر — مانا ہے سن کے شقِ ماہ آنکھوں سے اب دکھا کہ یوں
دل کو ہے فکر کس طرح مُردے جِلاتے ہیں حضور — اے میں فدا لگا کر ایک ٹھوکر اِسے بتا کہ یوں
باغ میں شکرِ وصل تھا ہجر میں ہائے ہائے گل — کام ہیں اُن کے ذکر سے خیر وہ یوں ہوا کہ یوں
جو کہے شعر و پاسِ شرع دونوں کا حسن کیوں کر آئے — لا اِسے پیشِ جلوہ زمزمۂ رضا کہ یوں